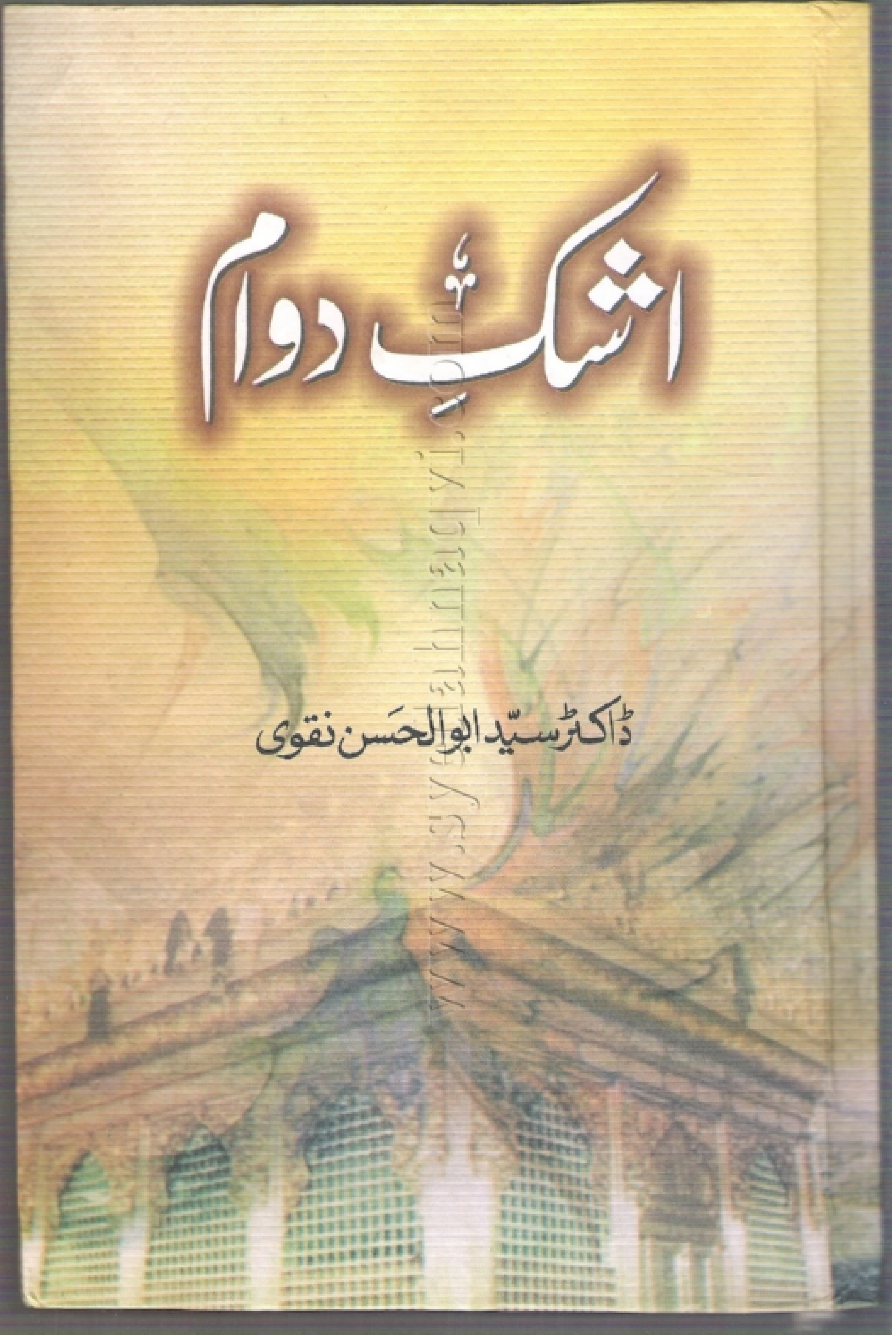
اشکِ دوام
ڈاکٹر سیّد ابوالحسن نقوی

ضابطہ

جملہ حقوق محفوظ

تاریخ اشاعت: ....دسمبر 2010ء

نام کتاب: ....اشکِ دوام

شاعر: ....ڈاکٹر سید ابوالحسن نقوی

سرورق: ....راشد سیال

کمپوزنگ: ....الکتاب گرافکس

E: alkitabgraphics1@gmail.com

مطبع: ....عاتکہ پرنٹرز

ناشر: ....کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان کینٹ

قیمت: ....400 روپے

www.syedahnaqvi.com

انتساب

استادِ محترم

سید وحید الحسن ہاشمی کے نام

جن کو مرحوم لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے

فہرست

1۔	آہ! سید وحید الحسن ہاشمی .... ڈاکٹر ابوالحسن نقوی	7
2۔	تاثرات .... ڈاکٹر عاصی کرنالی	9
3۔	مرثیہ نگاری اور ڈاکٹر ابوالحسن نقوی .... پروفیسر حسین سحر	10
4۔	ڈاکٹر ابوالحسن نقوی کے مرثیوں میں عصری حسیت .... ڈاکٹر سید شبیہ الحسن	11
5۔	ترانہ	25
6۔	سوز۔ ماہِ محرم	30
7۔	حضرتِ حرؑ	31
8۔	پسرانِ حضرت زینبؑ	32
9۔	حضرت قاسمؑ	33
10۔	حضرت علی اکبرؑ	34
11۔	حضرت علی اصغرؑ	35
12۔	حضرت عباس علمدارؑ	36
13۔	حضرت عباس علمدارؑ	37
14۔	حضرت امام حسینؑ	38
15۔	شامِ غریباں	39
16۔	شامِ غریباں	40
17۔	شامِ غریباں	41
18۔	روانگیٔ قافلہ	42

www.syedahnaqvi.com

19۔	حضرت بی بی سکینہؑ	43
20۔	زندانِ شام	44

مرثیے

21۔	مرثیہ جناب فاطمۃ الزہراؑ	45
22۔	مرثیہ قیام حسینؑ	69
23۔	عصمت مآب سیدہ زینبؑ	95
24۔	العباسؑ	123
25۔	حضرت علی اکبرؑ	153
26۔	سیدہ سکینہ بنت الحسینؑ	177
27۔	حضرت علی اصغرؑ	207

منقبت ۔ نوحہ

28۔	ادرکنی یا صاحب الزمانؑ	229
29۔	نوحہ	257

آہ! سید وحید الحسن ہاشمی

میری کتاب اشاعت کے آخری مراحل میں تھی کہ لاہور سے خبر آئی کہ میرے مربی و مہربان وحیدِ دوراں، نامور شاعر، معروف ادیب اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کی مدح کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے والے سید وحید الحسن ہاشمی کا 20 رنومبر 2010ء کو انتقال ہو گیا ہے۔ دیارِ غیر میں بیٹھا اِس غم کی شدت کا اندازہ صرف میں ہی کر سکتا تھا کہ میں نے جب شاعری کا آغاز کیا تھا تو یہ محترم سید وحید الحسن ہاشمی کی شخصیت تھی جنہوں نے میری اِس میدان میں حوصلہ افزائی کی۔ میرے تمام تخلیقی سفر میں جتنے اچھے اشعار ہیں اور جن مرثیوں کو پذیرائی ملی وہ تمام کے تمام استادِ محترم سید وحید الحسن ہاشمی کی رہنمائی کی بدولت صفحہ قرطاس پر پھیلے۔ محترم سید وحید الحسن ہاشمی سے جب بھی ملاقات ہوئی انہوں نے ہمیشہ ایک ہی بات کہی کہ بیٹا! اپنی شاعری کا مرکز و محور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے خاندان کو بناؤ۔ تمہارا یہی عمل دنیا و آخرت میں نجات کا باعث بنے گا۔ اُس کے بعد میں نے یہ کوشش کی کہ استادِ محترم کی ہدایت پر عمل کروں۔ سو اِس وقت یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کا ایک ایک لفظ استادِ محترم سید وحید الحسن ہاشمی کی نظروں کے سامنے سے گزرا ہے اس اعتبار سے میرے لئے اشکِ دوام کی بہت اہمیت ہے کہ یہ کتاب محترم ہاشمی صاحب کی محبتوں کی دَین ہے۔

جس وقت میں یہ سطریں تحریر کر رہا ہوں ان کے انتقال کی وجہ سے میں غم کی شدت سے نڈھال ہوں سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ اپنے جذبات کا اظہار کیسے کروں؟ اتنے الفاظ رقم کرنے کے باوجود مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ سید وحید الحسن ہاشمی ہم سے بچھڑ گئے

ہیں وہ اگرچہ وجودی طور پر ہم سے دور چلے گئے لیکن اپنی یادوں اور زندہ رہنے والی شاعری کی صورت میں اُردو ادب کے نعتیہ اور رثائی ادب میں تابندہ رہیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقے ان کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کا شمار امام حسینؑ کے محبوں میں کرے۔ آمین۔

غم زدہ

ڈاکٹر ابوالحسن نقوی

آئیرلینڈ

۲۰ر نومبر ۲۰۱۰ء

www.syedahnaqvi.com

تاثرات

ڈاکٹر سید ابوالحسن نقوی صاحب کی رثائی تصنیف

"اشکِ دوام" میرے مطالعے سے گزری اور اس تصنیف کا حرف حرف میری نظروں سے گزر کر میرے دل میں اترتا چلا گیا۔ ابوالحسن نقوی صاحب ایک ممتاز، معروف اور باکمال شاعر ہیں۔ کوئی موضوع اُن پر بند نہیں۔ لیکن رثائی شعر و ادب اُن کی اہم شناخت ہے۔ اس سے قبل بھی اُن کی تصانیف، مضامین اور مقالات اہلِ ذوق سے خراجِ تحسین وصول کر چکے ہیں۔ یہ ایک نیا نیّرِ تاباں ہے جو اُن کے آسمانِ تخلیق سے طلوع ہو کر ہمارے دل و جاں کو منور کر رہا ہے۔ "اشکِ دوام" میں سوز ہے، نوحے ہیں اور نیز مراثی ہیں۔ اُن کے یہاں اسلوب میں بلاغت ہے اور فصاحت ہے۔ اُن کی معلومات وسیع ہیں اور جامعیت کا مقام رکھتی ہیں۔ "اشکِ دوام" کا مطالعہ کیجیے تو کربلا کی تمام فضا، تمام ماحول ہمارے سامنے مجسم ہو جاتا ہے۔ کربلا میں اہلِ حق کی عظمتِ کردار کا ایک ایک نقش اور اہلِ باطل کے شنیع اعمال کا ایک ایک دھبہ ہماری نظروں سے گزرتا ہے۔ بہت خوبصورت، بہت خوب سیرت اور نہایت زندہ و پائندہ و تابندہ تصنیف ہے اور اُن کے اس اہم تخلیقی کارنامے پر اُنہیں بے شمار مبارکباد۔

ڈاکٹر عاصی کرنالی

1/12/2010

عاصی کرنالی

مرثیہ نگاری اور ڈاکٹر ابوالحسن نقوی

شعر و ادب کی صنف مرثیہ نگاری کی تاریخ ہر عہد میں تروتازہ رہی ہے اور ادبی دنیا پر ہمیشہ اپنے مثبت اثرات چھوڑتی رہی ہے۔ مرثیہ کی صنف کو یہ خصوصیت حاصل رہی ہے کہ اس ادبی و شعری صنف نے ہر عہد کے تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالا، اپنے دور کے مجموعی تقاضوں کو اپنے اندر سمونے کی بلیغ کوشش کی۔ قیمتی اخلاقی، معاشرتی، اور مذہبی اقدار کو زندہ رکھا کہ عہد حاضر بھی اس سے مستنیر ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر ابوالحسن نقوی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ امر واقعی ہے کہ میرؔ سے ڈاکٹر ابوالحسن نقوی تک ہر مرثیہ نگار نے شاہِ مدینہ نبی کریمؐ اور اُن کے خاندان آل پاک کی مدح سرائی کر کے اپنی عاقبت روشن کی ہے۔ کائناتِ ارضی پر تمام ثناخوان مصطفیٰ و آلِ مصطفیٰ آپؐ اور آپ کے آلؑ کے طفیل عزت و وقار کے ساتھ جگمگا رہے ہیں۔

ہم اُردو زبان کے معروف مرثیہ نگار جناب ڈاکٹر ابوالحسن نقوی کا ذکر کر رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب ملتان کے رہنے والے ہیں اور بیرونِ ملک ''آئرلینڈ'' میں رہائش پذیر میڈیکل کے شعبے سے وابستہ ہو کر خدمت خلق کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے اس سے قبل دو شعری مجموعے نظر نواز ہوئے ہیں اور اب اُن کا یہ کام اُردو زبان، محبت محمد و آل محمد کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ وہ بیرونِ ملک رہ کر بھی اردو زبان و ادب سے اپنا قلبی تعلق جوڑے ہوئے ہیں۔

زیرِ نظر مجموعۂ مراثی ڈاکٹر ابوالحسن نقوی کی صنفِ مرثیہ سے دلچسپی کا مظہر ہے۔ دراصل واقعۂ کربلا کے فیض اور حب آلِ رسولؐ کی برکات کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

علالت کے باعث میرے لئے لکھنا دشوار ہو رہا ہے۔ اس مجموعے کا تقاضا اور حق اِن چند سطور سے پورا نہیں ہوتا۔

پروفیسر حسین سحر

ڈاکٹر ابوالحسن نقوی کے مرثیوں میں عصری حسیّت

ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن

◆◆

دانش مند کہتے ہیں کہ شعر و ادب میں وہ اصناف ہمیشہ زندہ و تابندہ رہتی ہیں جو معاشرتی مقتضیات کا دھیان رکھیں۔ معاشرے کے بدلتے ہوئے رجحانات و میلانات کو اپنے مزاج کا حصہ بنانے والی اصناف ہر عہد میں تروتازہ رہتی ہیں اور شعر و ادب پر اپنے مثبت اثرات مرتسم کرتی رہتی ہیں۔ اب شاعر کا کمال یہ ہے کہ وہ معاشرتی رویوں کو اُجاگر کرنے والی صنف کو محض تاریخ نہ بننے دے بلکہ اس کو ہر عہد کے جلال و جمال کا عکاس بنا دے۔ مرثیہ کی صنف کو بھی یہ اختصاص حاصل ہے کہ اس نے ہر عہد کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو ہیئتی اور معنوی ہر دو اعتبار سے تبدیل کیا، اپنے عہد کے جملہ تقاضوں کو اپنے اندر سمونے کی بلیغ سعی کی اور ایسی گراں قدر اخلاقی و سماجی اقدار کو پیش کیا کہ آج ہمارا عہد مرثیاتی اشعار کی روشنی سے جگمگا رہا ہے۔

اردو کے تمام معتبر ناقدین نے مرثیہ کو ایک مشکل اور دشوار صنف قرار دیا ہے۔ ان کا مؤقف یہ ہے کہ ایک مرکب صنف سخن ہونے کے باعث مرثیہ بے شمار نزاکتوں کا حامل ہے۔ اس صنف کی مبادیات سے بے خبر ناقدین کا مؤقف یہ ہے کہ مرثیہ اس لیے قابلِ گردن زدنی ہے کہ اس کی غلوئی سطح الوہیت سے چھو جاتی ہے میرا واضح مؤقف یہ ہے کہ مبالغہ شعر کی قوت میں اضافے کا موجب بنتا ہے نیز الوہیت کی حدود انسانی تفہیم سے بالا ہے۔ اس صورتِ حال میں صنفِ مرثیہ سے مبالغہ کو خارج کرنے کا مشورہ دینے والے نافہم ناقدین کی فراست پر افسوس ہوتا ہے۔ جب یہ بات طے ہے کہ حضرات محمدؐ و آلِ محمدؐ کا مقام و مرتبہ انسانی تصور اور فراست سے بھی بالا ہے تو اس مقام کو الوہیت کی حدوں سے ملانے کا دعوے دار کون ہو سکتا ہے؟؟ محمدؐ و اہلبیت محمدؐ کی حدوں کو دریافت کر لینے کے دعوے داروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابھی تو انسان نے مقامِ

غلامانِ محمدؐ کو نہیں پہچانتا ہے۔ جو کج فہم انسان حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کا عرفان نہ کر سکے وہ عرفان محمدؐ و آلِ محمدؐ کا دعوے دار کیسے ہو سکتا ہے۔

نبیؐ کے وصف کا کرنے چلا ہے اندازہ
جسے خبر ہی نہیں ہے کہ بوذریؓ کیا ہے؟؟

سچی بات تو یہ ہے کہ قلی قطب شاہ سے لے کر **ڈاکٹر ابوالحسن نقوی** تک بلا تخصیص ہر مرثیہ نگار نے حضور اکرمؐ اور ان کے خانوادے کی مدح سرائی کر کے اپنی دنیا اور عاقبت کو سنوارا ہے۔ اگر کوئی مرثیہ نگار اوصافِ اہلبیتؑ کے والہانہ اظہار کی کرامت جاننے کا متمنی ہے تو اسے علم ہونا چاہیے کہ آج اس کا نام محمدؐ و آلِ محمدؐ کی کرامت کے طفیل ہی زندہ، تابندہ اور پائندہ ہے۔

مجھ سے کیا ہوگی محمدؐ کی ثنا خوانی مگر
اس حوالے سے مجھے اپنی بقا درکار ہے

اردو میں صنفِ مرثیہ کو معتبر بنانے والوں میں ایک اہم نام **ڈاکٹر ابوالحسن نقوی** کا بھی ہے۔ وہ ولیوں کے شہر ملتان سے تعلق رکھتے ہیں تاہم آج کل آئرلینڈ میں مقیم ہیں اور طب کے شعبہ میں گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ امر امتنان کا باعث ہے کہ انہوں نے اپنے دیس سے انتہائی دور مقیم ہونے کے باوجود اردو زبان و ادب سے اپنا قلبی تعلق قائم رکھا ہے۔ اردو شعر و ادب سے ان کی والہانہ شیفتگی دیکھتے ہوئے ہم انہیں آئرلینڈ میں ’’اردو شعر و ادب کا سفیر‘‘ قرار دے سکتے ہیں۔ زیرِ مطالعہ مجموعۂ مراثی سے قبل ان کے دو شعری مجموعے زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر صاحبانِ دانش سے دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

زیرِ مطالعہ مجموعۂ مراثی ڈاکٹر ابوالحسن نقوی کی صنفِ مرثیہ سے بے پناہ دلچسپی کا مظہر ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ موصوف نے اس صنف کا انتخاب محض اخروی ثواب کے لیے نہیں کیا بلکہ جملہ فنی تقاضوں کو پیشِ نظر رکھا اور اس صنف کو فکری و فنی اعتبار سے وہ مرتبہ عطا کیا کہ آج یہ صنف دوسری اصناف کے مقابل کھڑی ہے اور واقعۂ کربلا کے فیض سے یہ صنف سب سے بڑی فتح کا نقارہ بن چکی ہے۔

کربلا جس کی بلندی ہے وہ مینارہ ہے
مرثیہ سب سے بڑی فتح کا نقارہ ہے

ڈاکٹر ابوالحسن نے ہنوز درج ذیل مراثی تخلیق کیے ہیں۔

◆ پہلا مرثیہ

۱۔ نام مرثیہ: جنابِ فاطمہ

۲۔ کل بند: ۴۶

۳۔ مطلع: ع بعثت سے پہلے بگڑا ہوا تھا سبھی نظام

۴۔ موضوع: حضور اکرمؐ کی آمد سے قبل عرب معاشرے میں عورت کی مفلوک الحالی اور ناقدری۔ حضرت فاطمہؑ کی دنیا میں تشریف آوری اور عورت کی عزت و حرمت میں اضافہ۔ کربلا کے میدان میں جنابِ فاطمہؑ کے خاندان پر ڈھائے جانے والے مظالم کا دردناک بیان۔

◆ دوسرا مرثیہ

۱۔ نام مرثیہ: قیامِ حسینؑ

۲۔ کل بند: ۵۲

۳۔ مطلع: ع بغضِ علیؑ ملوکیت وقت چھا گئی

۴۔ موضوع: حضور اکرمؐ کی رحلت کے بعد مسلمانوں کا اہلبیتؑ کے ساتھ افسوسناک رویہ۔ یزید بن معاویہ کا شیطانی پیکر میں ظاہر ہونا۔ امام عالی مقامؑ کا صبر و استقامت کے ساتھ یزید کو شکست فاش دے کر دین اسلام کا بھرم قائم رکھنا۔

تیسرا مرثیہ

۱۔ نام مرثیہ: عصمت مآب سیّدہ زینبؑ
۲۔ کل بند: ۵۱
۳۔ مطلع: ع عورت کو خلق جب کیا رب کریم نے
۴۔ موضوع: عورت کی عظمت، حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا ماں، بیوی اور بیٹی کے روپ میں ظاہر ہونا اور اپنی سیرت و کردار کے امٹ نقوش ثبت کرنا۔ کربلا کے میدان میں بی بی زینبؑ کا لافانی کردار اور جرأت مندانہ اقدامات ۔

چوتھا مرثیہ

۱۔ نام مرثیہ: العباسؑ
۲۔ کل بند: ۵۷
۳۔ مطلع: ع سچ ہے ازل کے دن ہی سے ہے خود غرض بشر
۴۔ موضوع: ایثار کی فضیلت و اہمیت۔ کربلا کے میدان میں حضرت عباس علمبردار کی ایثار و محبت کی لازوال داستان رقم کرنا۔

پانچواں مرثیہ

۱۔ نام مرثیہ: حضرت علی اکبرؑ
۲۔ کل بند: ۴۶
۳۔ مطلع: ع ماں باپ کی دعاؤں کا اولاد ہے ثمر
۴۔ موضوع: حضرت علی اکبر علیہ السلام کے فضائل اور میدان کربلا میں ان پر ڈھائے جانے والے دردناک مظالم اور ان کے اثرات

چھٹا مرثیہ

۱۔ نام مرثیہ: سیّدہ سکینہ بنت الحسینؑ
۲۔ کل بند: ۵۸
۳۔ مطلع: ع عالم میں بنی صبر کا معیار تری ذات
۴۔ موضوع: حضرت امام حسینؑ کی چھوٹی صاحبزادی بی بی سکینہؑ کی سیرت و کردار کے نمایاں محاسن اور کربلا کے میدان میں ان پر ڈھائے جانے والے دردناک مظالم کی المناک داستان۔

ساتواں مرثیہ

۱۔ نام مرثیہ: حضرت علی اصغرؑ
۲۔ کل بند: ۴۱
۳۔ مطلع: ع انسان ہے غریب تو دولت کی ہے طلب
۴۔ موضوع: عصرِ حاضر کے انسان کی خستہ حالی اور اس سے تدارک کے لیے راہ عمل۔ کربلا کے میدان میں حضرت علی اصغرؑ کی جرأت مندانہ جنگ اور دشمنوں کو شکستِ فاش

منقبت

۱۔ نام منقبت: یا صاحب الزمانؑ
۲۔ کل بند: ۵۶
۳۔ مطلع: ع سجدہ ہے آدمی کی عبادت کا افتخار
۴۔ موضوع: سجدہ کی اہمیت۔ امام آخر الزمانؑ سے کربلا والوں کا پرسہ۔ موجودہ ابتر صورت حال میں امام زمانہ سے دنیا میں تشریف آوری کی التجا

ڈاکٹر ابوالحسن نقوی کے درج بالا آٹھوں مرثیوں کو زیورِ طبع سے آراستہ کیا جارہا ہے۔ اُمید ہے کہ ان کا یہ مرثیاتی سفر اسی آب وتاب سے جاری رہے گا۔ اب ذیل میں ان مرثیوں کے حوالے سے چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

ڈاکٹر ابوالحسن نقوی ایک حساس ذہن کے مالک ہیں۔ وہ بدلتے ہوئے معاشرتی حالات سے دل گرفتہ ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان کے مرثیوں میں معاشرتی کشمکش، سماجی ناانصافی، عدم مساوات، بے جا ظلم وتمرد، سماجی اقدار کی بدحالی اور اخلاقی قدروں کی زبوں حالی کا بیان تواتر سے ہوا ہے۔ وہ عہدِ جدید کے انسان کی ذہنی اور فکری بدحالی کا رونا روتے ہیں اور اسے حیوان اور شیطان سے بھی کمتر قرار دیتے ہیں۔

انسان دورِ نو کا ہے حیواں سے بھی رذیل
بے رہ روی کا روگ ہے سرطاں سے بھی رذیل
بدکار و بدنسب کی ہے وہ جاں سے بھی رذیل
شیطاں کی پیروی میں ہے شیطاں سے بھی رذیل
انساں کو اس رویے پر انسان کیوں کہوں
شیطاں سے بھی برا ہو تو شیطان کیوں کہوں

(مرثیہ حضرت علی اصغرؑ)

عصرِ حاضر کا انسان جہاں ایک طرف اخلاقی طور پر تباہ حال ہو چکا ہے وہاں دوسری جانب اس کا معاشی بھرکس بھی نکل گیا ہے۔ ڈاکٹر ابوالحسن نقوی ایک جہاں دیدہ دانش ور کی طرح صورتِ حال کا عمیق نگاہی سے تجزیہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مسلمانوں کی تباہی میں جہاں ایک جانب عالمگیر سازشوں کا کردار ہے وہاں دوسری جانب مسلمان خود اپنی تباہی کے ذمہ دار ہیں۔ یہ امر انتہائی ملال انگیز ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کے نام پر قتل وغارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہوگئی ہے کہ اسلام کی خاطر جان لینے والے تو سرگرم ہیں لیکن حق کی سرفرازی کے لیے اپنی جان قربان کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

بازار قتل گرم ہے مذہب کے نام پر
خودکش دھماکے ہوتے ہیں ہر ایک گام پر
اٹھنے لگی ہیں انگلیاں حق کے نظام پر
قبلہ نہیں رہا یہاں اپنے مقام پر
مظلوم کے لیے نہیں کوئی جو، اب لڑے
حق کے لیے نہیں کوئی نیزے پہ جو چڑھے

(منقبت یا صاحب الزماںؑ)

ڈاکٹر ابوالحسن نقوی ایک وسیع تناظر کے حامل تخلیق کار ہیں۔ یورپ میں قیام کے دوران انہوں نے علامہ اقبال کی طرح مغربی معاشرے کے منفی اور مثبت دونوں پہلوؤں کا عمیق نگاہی سے مطالعہ کیا ہے۔ اہلِ یورپ کل کی طرح آج بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔ یہ امر انتہائی الم ناک ہے کہ بھولے بھالے مسلمانوں نے مغربی سامراج کو اپنا ماڈل بنالیا ہے اور اہلِ یورپ نے ان کم فہم مسلمانوں کو اپنا آلۂ کار بنا کر ہوا وہوس کے جال میں جکڑ لیا ہے۔ ڈاکٹر نقوی اس صورتِ حال سے کبیدہ خاطر ہیں اور انہیں احساس ہے کہ مسلمانوں نے ایک جانب تو اسلامی تہذیب وثقافت سے اپنا رشتہ توڑ لیا ہے اور دوسری جانب اسلامی تعلیمات ان کے لیے بے معنی ہوگئی ہیں۔ ڈاکٹر نقوی اس صورتِ حال پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

لالچ مرض وہ ہے نہیں جس کا کوئی علاج
مسجود سب کا بن گیا عالم میں سامراج
کچھ اس طرح بگڑ گیا مسلم ترا سماج
غیر خدا کو سجدہ بنا ہے ترا رواج
خم ہے جبین، ظلم کی یلغار دیکھ کر
سر جھک رہے ہیں جبر کی دستار دیکھ کر

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلمان کسی بھی صورت میں راہ راست پر آ سکتے ہیں......؟؟؟
ڈاکٹر ابوالحسن نقوی کا مؤقف یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ کے زوال کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ

انہوں نے اپنے اسلاف کی شاندار اور روشن روایات سے قطع نظر کرلیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ مسلمان ظاہری عبادات میں تو مصروف ہیں لیکن اخلاص کی کمی کے باعث ان کی دعائیں بے اثر ہوگئی ہیں۔ وہ خود استفسار کرتے ہیں۔

قران بھی وہی ہے تلاوت بھی ہے وہی
روزہ بھی ہے نماز کی عادت بھی ہے وہی
اصحابِ باوفا سے عقیدت بھی ہے وہی
کچھ کچھ نبیؐ پاک کی سنت بھی ہے وہی
پھر کیا نہیں ہے آج جو اُمت ذلیل ہے
اسلام کے وقار کی کوئی سبیل ہے؟؟

(منقبت یاصاحب الزمانؑ)

ڈاکٹر ابوالحسن نقوی حالات کی یورش سے دل گرفتہ ضرور ہیں لیکن ناامید نہیں۔ انہیں واثق یقین ہے کہ زمانہ ایک مرتبہ پھر حق کی جانب رجوع کرے گا اور اہلِ اسلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تعلیمات سے بہرہ مند ہوکر پوری دنیا پر حکمران ہوجائیں گے اور۔

مظلوم سر اٹھا کے جئیں گے سکون سے
مل جائے گی نجات خرد کو جنون سے
ناحق نہ بھر سکے گا کوئی ہاتھ خون سے
ٹکرا سکے گا کوئی نہ دیں کے ستون سے
ذلت میں گر کے پھر سے سنبھل جائے گا بشر
لالچ کی زندگی سے نکل جائے گا بشر

(منقبت یاصاحب الزمانؑ)

ڈاکٹر ابوالحسن نقوی کے تمام مراثی جلیل القدر شخصیات کی سیرت و کردار کی عکاسی کرتے ہیں۔ دانش ور کہتے ہیں کہ جب کوئی معاشرہ روبہ زوال ہوتا ہے تو اس میں سے سیرت و کردار کے علمبردار نمونے (Hero) غائب ہوجاتے ہیں اور ہر شخص بزعمِ خود قابلِ تقلید نمونہ (Road Model) بن جاتا ہے۔ ڈاکٹر نقوی نے اپنے مرثیوں میں شعوری طور پر ان شخصیات کو

موضوع بنایا ہے جو ہم سب کے لیے لائق تقلید و تکریم ہیں۔ جناب فاطمہؑ، حضرت امام حسینؑ، بی بی زینبؑ، حضرت عباس علمبردارؑ، حضرت علی اکبرؑ، بی بی سکینہؑ، حضرت علی اصغرؑ اور امام زمانہ حضرت امام مہدیؑ میں سے ہر فرد عظمت کا کوہسار اور ہدایت کی آبشار ہے۔ حضرت فاطمہؑ، حضرت زینبؑ اور بی بی سکینہ عصر حاضر کی خواتین کے لیے حسنِ اخلاق کا بہترین نمونہ ہیں۔ حضرت امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ مردانِ باصفا کے لیے سرچشمۂ رشد و ہدایت ہیں۔ حضرت علی اکبرؑ تو جوانوں اور حضرت علی اصغرؑ بچوں کے لیے نمونۂ حیات ہیں۔ ڈاکٹر نقوی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے ہر فرد کی سیرت کو اتنے مؤثر انداز میں اُجاگر کیا ہے کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے اور عام انسان دنیا اور دین میں اُن کی تقلید کو اپنے لئے باعث فخر محسوس کرتا ہے۔ آپ ان کے مختلف مرثیوں کے صرف تین بند ملاحظہ فرمایئے اور دیکھیے کہ انہوں نے کتنی دانائی اور ہوشیاری سے ہر شخصیت کے خدوخال اُجاگر کیے ہیں اور ہر بند اپنے اندر ایک عہد آفریں پیغام بھی سموئے ہوئے ہے۔

زہراؑ نے تربیت کا وہ معیار دے دیا
ماؤں کو اک نمونۂ کردار دے دیا
عورت کے دل کو جذبۂ ایثار دے دیا
مظلوم کو حسینؑ سا سالار دے دیا
آ جائے گا جو چادرِ زہراؑ کی چھاؤں میں
لغزش نہ ہو گی ایسے مسلماں کے پاؤں میں

(مرثیہ جناب فاطمہؑ)

پانی کے ساتھ جس نے لہو بھی بہا دیا
عباسؑ نے وفا کا قرینہ سکھا دیا
ہر مفلسِ جہاں کو تونگر بنا دیا
قطرے کو معجزے سے سمندر بنا دیا
باطل کو مومنوں سے کدورت ہے آج بھی
عباسؑ کے عمل کی ضرورت ہے آج بھی

(مرثیہ العباسؑ)

گوہر ہے یہ حسینؑ امامت کے تاج کا
اصغرؑ سے ہے مقابلہ ظالم سماج کا
اب آ گیا سوال رسالتؐ کی لاج کا
بچے کو بھی تھا علم شہِ دیںؑ کے راج کا
دشمن پہ پہلے ہاتھ اٹھاتے نہیں ہیں یہ
میداں میں جا کے پشت دکھاتے نہیں ہیں یہ

(مرثیہ حضرت علی اصغرؑ)

خدائے سخن میر ببر علی انیس نے کہا تھا کہ ''مرثیہ درد کی باتوں سے نہ خالی ہووے''۔ ڈاکٹر نقوی نے انیسؔ کے اس مشورے پر کماحقہٗ عمل کیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے مرثیوں کی تمہیدات مختصر ہوتی ہیں۔ تاہم آغاز ہی سے ان کی فضا حزنیہ ہوتی ہے۔ شاعرِ حسینیت حضرت قیصر بارہوی کی طرح ڈاکٹر نقوی بھی اپنے مرثیوں میں حزن وملال کی کئی سطحیں پوشیدہ کر دیتے ہیں اور قاری جیسے جیسے مرثیے کے اختتام کے قریب پہنچتا ہے اسکی آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر نقوی کے تمام مرثیوں میں آپ کو حق و باطل کی ایک آویزش ملے گی۔ اس کشمکش میں آخری فتح حق کی ہوتی ہے اور اس دوران قاری جن الم انگیز کیفیات سے گزرتا ہے وہ بجائے خود ایک ''معرکہ'' ہے۔ اس طرزِ عمل کے دوران اس کا نفسی تزکیہ ہو جاتا ہے اور آنسو بہنے سے دل کی طہارت بھی ہو جاتی ہے۔ آپ ان کے مختلف مرثیوں کے چند بند ملاحظہ فرمایئے اور دیکھیے کہ ابوالحسن نقوی ماحول اور لفظیات سے کس طرح رقت آمیزی پیدا کرتے ہیں:

اصغرؑ کو گرم ریت پہ شہؑ نے لٹایا ہائے
ہاتھوں سے اپنی ننھی لحد کو بنایا ہائے
پھر خوں ٹپکتے جامے میں اس کو اٹھایا ہائے
پھر قبلہ رو لحد میں اسے خود سلایا ہائے
جب اپنا لعل دشت میں دفناتے تھے حسینؑ
غم سے بہت نڈھال نظر آتے تھے حسینؑ

(مرثیہ حضرت علی اصغرؑ)

ہاتھ اپنے رسن بستہ ہیں آپ آ کے چھڑائیں
جس طرح بلاتے تھے مجھے پھر سے بلائیں
نیند آتی ہے سینے پہ مجھے پھر سے سلائیں
میں تھک گئی آ کر مجھے گودی میں اٹھائیں
ہرگز نہ بغیر آپ کے گھر جاؤں گی بابا
گر آپ نہ آئے تو میں مر جاؤں گی بابا

(مرثیہ سیدہ سکینہ بنت الحسین)

مقتل کو گرتے پڑتے شہِ بحر و بر چلے
بیٹے کو دیکھنے کے لیے نوحہ گر چلے
طاقت نہ تھی بدن میں شہِ دیں مگر چلے
میدان سے اٹھانے کو لاشِ پسر چلے
فرماتے تھے صدا تو سناؤ مرے پسر
تم کس جگہ پڑے ہو بتاؤ مرے پسر

(مرثیہ حضرت علی اکبرؑ)

جب قافلہ رواں ہوا کرب و بلا سے آہ
زینبؑ نے غم زدوں کو دیے ہیں دلاسے آہ
بچوں کو وہ بچاتی تھی تپتی ہوا سے آہ
شکوہ کیا نہ رنج و الم میں خدا سے آہ
مشکل میں دینِ حق کی نگہبان بن گئی
مظلومیت کی فتح کی پہچان بن گئی

(مرثیہ عصمت مآب سیّدہ زینبؑ)

ڈاکٹر ابوالحسن نقوی کا اسلوب بیان انتہائی سادہ، سلیس اور سریع الاثر ہے۔ وہ دل کی بات قارئین کے دلوں تک پہنچانے کے متمنی ہوتے ہیں اور اسی باعث ان کا اسلوب عام فہم ہوتا ہے۔ لفظ شناس ہونے کے باعث وہ اپنے مرثیوں میں خوامخواہ دقیق یا گنجلک الفاظ استعمال کرنے کی کاوش ہی نہیں کرتے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک فکری روشنی ہے جو ہمارے قلب و اذہان کو منور کرتی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر نقوی نے صنائع بدائع اور تشبیہات و استعارات کا برمحل استعمال بھی کیا ہے۔ ان کے مرثیوں میں مستعملہ تراکیب و مرکبات بھی ان کے شعری ذوق اور لفظ شناسی پر دال ہیں۔ آپ ان کے مرثیوں میں استعمال ہونے والی چند اہم تراکیب و مرکبات ملاحظہ فرمائیے۔

فخرِ کردگار، ضربِ ذوالفقار، نطقِ خدا، بازارِ قتل، وارثِ قران، سینۂ مومن، خلقِ خدا، شہِ دلدل سوار، گلشنِ زہرا، بادۂ ولایتِ حیدر، فکرِ حسینؑ، حاملِ قران، ذکرِ حسینؑ، عظمتِ انسان، اشکِ عزا، فرشِ عزا، دشتِ بلا، کنبۂ سادات، شہِ خستہ جگر، نورِ عین، اہلِ حرم، معراجِ صبر، زینبِ مسموم، کلمۂ فریاد، جاہ و حشم، نوکِ سناں، دامنِ معصوم، عترتِ اطہار، سالارِ قافلہ، چہرۂ اقدس، یومِ عزا، دو پُر ملال، صاحبِ زماں، پیامِ محبت، برسرِ پیکار، نوکِ سناں، عیش و طرب، منزلِ یقین، لطفِ و فضلِ رب، طرزِ جہاد، توقیرِ کائنات، رحلِ پاک، فوجِ شریر، کفارِ کربلا، فوجِ اشقیا، طفلِ امام، چشمِ تر، خیامِ شہؑ، روحِ بابؑ، گردنِ صغیر، داورِ محشر، اذنِ جہاد، شہِ اُمم، تیرِ ستمگر، سوئے خُلد، سلطانِ کائنات، آرائشِ وفا، آبِ خنک، دشتِ قتال، پارۂ جگر، آفتابِ دشت، پرچمِ عباس، مثلِ ناطق قرآن، سرزمین، لشکرِ بد، مرگِ جواں، روزِ حشر، شہِ خوش خصال، چشمِ کرم، باغِ امامت، لشکرِ جفا، سیاہِ شام، آثارِ مرگ، چشمِ فلک، شمعِ خلوص، میرِ کارواں، نورِ نظر، رشکِ قمر، پیکرِ انوار، حیاتِ ابدی، شامِ غریباں، ساقیِ کوثر، منظرِ حسرت، توقیرِ رسالت، ویرانیِ صحرا، دیدۂ تر، سرِ انور، گوہرِ نایاب، خوفِ کنیزی، جانبِ زنداں، دیدۂ گریاں، عرصۂ آزار، لختِ جگر شاہِ مدینہ، سرِ دشت، حرص و ہوس، خصلتِ ایثار، حبِ علم دار، نارِ یزیدی، قبضۂ شمشیر، آرائشِ وفا، مفلسِ جہاں، درد و ہجر، اذنِ جہاد، پسِ پردہ، اذنِ آب، اہلِ ستم، دستِ وفا، طاقتِ کمر، سیّد والا، فرشِ خاک، ہنگامِ عصر، صبر و رضا،

اہل و عیال، دشتِ بلا، زیرِ تیغ، منبعِ ایثار، اہلِ شقاوت، لشکرِ باطل، رسمِ عزائی، زیب و زین، مارِ آستیں، توقیرِ کائنات، خوفِ خدا، علم و عمل، دستِ دراز، موجِ جفا، مکر و فریب و ظلم، زیرِ عتاب، خانۂ بتولؑ، فکر و نظر، باعثِ تذلیل، نارِ ہوس، مسندِ اسلام، مدِ نظر، حفاظتِ امت، بقائے دینِ محمدؐ، بہرِ نجات، قصدِ جنگ، رشکِ قمر، دشتِ مصیبت، سپاہِ فکرِ یزیدی، تصویرِ حق، گریۂ مادر، دشتِ بلا، توحید کبریائی، شترِ بے مہار، بحرِ بیکراں، شکرِ خدا، نمونۂ کردار، جود و کرم، پارۂ جگر، نمونۂ کردار، جذبۂ ایثار، انجامِ زندگی، پیشِ نگاہ، فرطِ الم، نورِ عین، دشتِ پُر فغاں، عصمتِ خدا، تسبیحِ کردگار وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح درج ذیل اشعار میں موجود محاسن شعری بھی دیکھ لیجیے۔

صنعت تضاد

عالم کو آشتی سے بھرے گا علیؑ کا لال
کچھ روز میں عروج میں ڈھل جائے گا زوال

محاورہ

مظلوم سر اٹھا کے جئیں گے سکون سے
مل جائے گی نجات خرد کو جنون سے

تشبیہ

چہرے سے اس کے پنجتنی نور ہے عیاں
لب ہیں کماں کی طرح سے اور تیر ہے زباں

ڈاکٹر ابوالحسن نقوی نے جہاں اپنے مرثیوں کو فکری اعتبار سے زرخیز کرنے کی مشکور سعی کی ہے وہاں ان مراثی کا اسلوبیاتی مطالعہ بھی بے حد دلچسپ ہے۔ مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر نقوی کا اسلوب مرثیہ قابلِ توجہ اور لائق مطالعہ ہے۔

اس معروضے کے آغاز میں راقم الحروف نے یہ مؤقف اختیار کیا تھا کہ وہ اصناف جو اپنے عہد کے تقاضوں سے منسلک رہتی ہیں چشم معتبر میں جگہ پاتی ہیں اور ان اصناف

سے تعلق رکھنے والے احباب شہرت عام اور بقائے دوام کے دربار کے حقدار ہو جاتے ہیں۔ یہ بات انتہائی امتنان کا باعث ہے کہ ڈاکٹر ابوالحسن نقوی نے صنفِ مرثیہ سے اپنا ناتا جوڑ لیا ہے۔ اب قوی اُمید ہے کہ وہ صاحبانِ فہم و ذکا کی چشمِ معتبر میں جگہ بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ انہوں نے اپنے مرثیوں میں جس طرح اپنے معاشرتی رویّوں کو جگہ دی ہے اور حقیقی اسلامی تہذیب و ثقافت کو محفوظ کرنے کی بلیغ سعی کی ہے اس کی جتنی بھی مدح سرائی کی جائے کم ہے۔ اُمید واثق ہے کہ ڈاکٹر ابوالحسن نقوی پاکستان سے دور ہونے کے باوجود اُردو زبان اور اسلامی تہذیب و ثقافت سے اسی طرح منسلک رہیں گے اور اپنے شعری افکار سے ہمارے قلوب و اذہان کو معطر کرتے رہیں گے۔ اسی طرح ڈاکٹر نقوی کی محمدؐ و آلِ محمدؐ سے والہانہ عقیدت و بے لوث محبت کے ثمرات مرثیوں کی شکل میں ہمارے لیے غذائے فکری فراہم کرنے کا سبب بنتے رہیں گے اور ہم ڈاکٹر نقوی کی آواز میں آواز ملا کر اعلان کریں گے کہ۔

قطرے کو اس نظر سے سمندر بنا دیا
میرا تو ان کے در نے مقدر بنا دیا

ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن
۲۷۔اکتوبر ۲۰۱۰ء

۳۵۲۔ایف رحمان پورہ، اچھرہ، لاہور
موبائل : ۰۳۳۳۔۴۲۵۵۱۵۳
drshabihulhasan@gmail.com

ترانہ

بڑھے چلو بڑھے چلو
بڑھے چلو علم لیے
فاطمہؑ کے لال کا غم لیے
بڑھے چلو بڑھے چلو

یہ کارواں رکے نہیں
کسی کا دل دکھے نہیں
یہ کٹ تو جائیں سر مگر
علم کبھی جھکے نہیں
یزیدیت سے ہر محاذِ جنگ پر لڑے چلو
بڑھے چلو بڑھے چلو

ہمارا یہ اصول ہے
کہ موت تو قبول ہے
جو ذکر پنجتنؑ نہ ہو
تو زندگی فضول ہے
یزیدیت سے ہر محاذِ جنگ پر لڑے چلو
بڑھے چلو بڑھے چلو

بجھا دو سب کی تشنگی
مٹا دو ساری تیرگی
جب آئیں پیش مشکلیں
تو دو صدا علیؑ علیؑ
یزیدیت سے ہر محاذِ جنگ پر لڑے چلو
بڑھے چلو بڑھے چلو

عمل کے ساتھ زندگی
حسینیت سے آگہی
اگر حسینؑ ساتھ ہے
تو حق پہ ہو گا آدمی
یزیدیت سے ہر محاذِ جنگ پر لڑے چلو
بڑھے چلو بڑھے چلو

حسینؑ کی جو بات ہے
وہ باعث نجات ہے
خدا کا دین آج ہے
تو شاہ دیں کا ہاتھ ہے
یزیدیت سے ہر محاذِ جنگ پر لڑے چلو
بڑھے چلو بڑھے چلو

جو کربلا کا باب ہے
وہ درسِ انقلاب ہے
جہاں کے ہر یزید کا
حسینؑ ہی جواب ہے

یزیدیت سے ہر محاذِ جنگ پر لڑے چلو
بڑھے چلو بڑھے چلو

عزائے تشنہ کام ہے
یہ باعثِ دوام ہے
جو حق پہ ہے کھڑا ہوا
حسینؑ کا غلام ہے

یزیدیت سے ہر محاذِ جنگ پر لڑے چلو
بڑھے چلو بڑھے چلو

www.syedahmedjafri.com

زمانہ آزمائے گا
یزید سر اُٹھائے گا
خدا کے دین کے لئے
علیؑ کا لال آئے گا

یزیدیت سے ہر محاذِ جنگ پر لڑے چلو
بڑھے چلو بڑھے چلو

ماہِ محرم

نظر جو چاند محرم کا ہم کو آتا ہے
کہانی کرب و بلا کی ہمیں سناتا ہے
حسینؑ کون تھے دنیا کو یہ بتاتا ہے
یہ شہ کے ماننے والوں کو خوں رلاتا ہے
لگی تھی ٹھیس امامت کے آبگینے میں
لٹا تھا فاطمہؑ کا گھر اسی مہینے میں

اے چاند ماہِ محرم کے یاد ہو گا تجھے
کہ کربلا کے بیاباں میں اہلبیت لٹے
سروں سے چھن گئی چادر خیامِ شاہ جلے
لب فرات علیؑ کے پسر کے ہاتھ کٹے
بتا وہ کون تھی دیں کر دیا امر جس نے
نثار بھائی پہ بچوں کر دیا جس نے

حضرت حُر علیہ السلام

جناب حرؑ جو برائے معافی جانے لگے
جری بہت تھے مگر پاؤں ڈگمگانے لگے
کچھ اس قدر تھے وہ شرمندہ منہ چھپانے لگے
پسر کو اپنے یہ رو رو کے وہ سنانے لگے
کہیں نہ پھیر لیں منہ دل میں ہے مرے وسواس
یہ ہاتھ باندھ کے لے چل علیؑ کے لال کے پاس

ادھر حسینؑ نے دیکھا جو حرؑ کو آتے ہوئے
جری کو فرط ندامت سے سر جھکاتے ہوئے
علیؑ کے لال بڑھے آپ مسکراتے ہوئے
کہا حسینؑ نے سینے سے پھر لگاتے ہوئے
اے حرؑ ترا چلا آنا یہاں پہ کافی ہے
نبیؐ کی آل کی جانب سے جا معافی ہے

پسران حضرت زینبؑ

جب ہوئے خون میں غلطاں پسر زینبؑ کے
چھپ گئے شام کے بادل میں قمر زینبؑ کے
دیں کے کام آ گئے جب نورِ نظر زینبؑ کے
اب بھی آنکھوں میں نہیں اشک مگر زینبؑ کے
شکر ہے زندہ ہے حیدرؑ کا ابھی نورِ عین
گو پسر جا چکے لیکن ابھی باقی ہے حسینؑ

یہ ہے فریاد مدد کیجیے مرے بابا
گھر گیا دشمنوں میں آپ کا پیارا بیٹا
اس بھری دنیا میں شبیرؑ ہوئے ہیں تنہا
مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھن جائے مرے سر سے رِدا
ناتواں ہو گئے شبیرؑ سنبھالیں آ کر
اپنے اس لال کو خنجر سے بچا لیں آ کر

www.syedahmedi.com

حضرت قاسمؑ

حسینؑ لاش جو قاسمؑ کی باندھ کر لائے
حسنؑ کے لال کے ٹکڑے عبا میں بھر لائے
جواں کو خون کی مہندی لگا کے گھر لائے
دلہن کے واسطے وہ موت کی خبر لائے
کہا حرم سے کہ مت کھولنا ابھی چادر
کھڑی ہے قاسمؑ ناشاد کی یہیں مادر

مَیں کس طرح سے سناؤں بہت بری ہے خبر
سنو کہ چھپ گیا بادل میں مجتبیٰؑ کا قمر
ہوا ہے گھوڑوں سے پامال قاسمؑ مضطر
پڑا وہ صدمہ کہ چھلنی ہوا ہے میرا جگر
ہوا یقین کہ اب قتل ہم بھی ہوویں گے
ہماری لاش پہ بھی سب عزیز روویں گے

سوز

حضرت علی اکبرؑ

حسینؑ رَن میں جو لاشِ پسر اٹھانے لگے
جگر تڑپنے لگا ہاتھ تھرتھرانے لگے
علی کے لال کے پاؤں بھی ڈگمگانے لگے
نہر کی سمت نظر ڈال کر سنانے لگے
مَیں کر چکا ہوں اے عباسؑ اب تلاش پسر
کہاں ہو تم کہ نہیں اٹھتی بھائی لاشِ پسر

کوئی نہیں ہے مددگار اب حسینؑ کے پاس
مَیں ہر طرف سے ہوا ہوں اے بھائی اب بے آس
علیؑ کے لال ہو میری مدد کرو عباسؑ
مجھے بہن کی طرف سے ہے دل میں یہ وسواس
وہ خیمہ گاہ سے سن کر صدا نہ آ جائے
علیؑ کی بیٹی کہیں بے رِدا نہ آ جائے

سوز

حضرت علی اصغرؑ

حسینؑ جھولے سے اصغرؑ کو جب اٹھا لائے
بچا تھا خیمے میں جو کچھ وہ سب اٹھا لائے
وہ شیر خوار جو تھا جاں بلب اٹھا لائے
وہ ماں کی گود سے اک تشنہ لب اُٹھا لائے
بڑے ہی صبر سے ماں نے جگر سنبھالا ہے
ربابؑ نے اسے پہلے پہل نکالا ہے

سوز

حضرت عباس علمدارؑ

دریا کنارے شہ کا علمدارؑ مر گیا
روتے ہیں شاہ ان کا وفادار مر گیا
شیر خدا کی فوج کا سالار مر گیا
جو اذنِ جنگ کا تھا طلبگار مر گیا
آنسو بہاتی پیاسوں کی تقدیر رہ گئی
خیمے کے در پہ زینبؑ دلگیر رہ گئی

آثار بے ردائی زینبؑ عیاں ہوئے
وہ بی بی بچے بھائی بھتیجے کہاں ہوئے
بدلی میں کربلا کی ستارے نہاں ہوئے
لاشیں اُٹھا کے ابنِ علیؑ ناتواں ہوئے
غازیؑ کے بعد کون علم کو اٹھائے گا
بچوں کو ظالموں کے ستم سے بچائے گا

www.syedahmadyar.com

سوز

حضرت عباس علمدارؑ

حسینؑ بھائی کے لاشے پہ نہر پر پہنچے
کمر شکستہ زبوں حال چشم تر پہنچے
شکستہ حال تھے امداد کو مگر پہنچے
وہ ہاتھ اکبرؑ ذیشاں کا تھام کر پہنچے
پکارتے تھے وہ صدمہ جگر پہ پایا ہے
اٹھو اے حیدرِ ثانی حسینؑ آیا ہے

میں آیا تم نہیں اٹھے اے میرے شیر جواں
نہیں ہے دیکھنا اس حال میں تمہیں آساں
گرے ہیں کٹ کے ترے ہاتھ میرے شیر جواں
سہارا دے کے ہمیں لائے اکبر ذیشاں
حسینؑ تھے ابھی مشغول ان سے باتوں میں
کہ دم نکل گیا بھائی کا ان کے ہاتھوں میں

حضرت امام حسینؑ

حسینؑ گھوڑے پہ جس وقت ڈگمگانے لگے
رکاب پاؤں سے نکلے زمیں پہ آنے لگے
جو زخم کھائے تھے شہ نے انہیں چھپانے لگے
یہ جھک کے کان میں رہوار کو سنانے لگے
اے باوفا نظر آتی ہے خیمہ گاہ مجھے
کہیں نشیب میں لے چل اے ذوالجناح مجھے

بڑھا ہے شمرلعیں لے کے ہاتھ میں خنجر
مرے گلے پہ نہ خنجر کو دیکھ لے خواہر
تڑپ کے خیمے سے آ جائے نہ کہیں باہر
نہیں رہے مری نصرت کو قاسمؑ و اکبرؑ
سپاہِ شام نے چاروں طرف سے گھیرا ہے
بہ زیرِ خنجر خونخوار حلق میرا ہے

شامِ غریباں

جب کٹ کے سر حسینؑ کا نیزے پہ آ گیا
قزاق لوٹنے لگے خیمے جلا جلا
حیدرؑ کی شیر بیٹی نے عابدؑ سے یہ کہا
اے وقت کے امام حرم کو ذرا بتا
خیموں کے ساتھ آگ میں جل جائیں کیا حرم
باہر کھلے سروں سے نکل جائیں کیا حرم

سجادؑ دیکھو دشت میں سرور نہیں رہے
سر کٹ گیا حسینؑ کا اصغرؑ نہیں رہے
عباسؑ جا چکے علیؑ اکبرؑ نہیں رہے
کانوں میں اب سکینہؑ کے گوہر نہیں رہے
بیٹا اٹھو کہ گھر کا اجالا نہیں رہا
ماں فاطمہؑ کی گود کا پالا نہیں رہا

سوز

شامِ غریباں

جب شام کربلا کے غریبوں پہ آگئی
خیموں کی آگ جھولۂ اصغرؑ جلا گئی
کانوں کی ٹیس عرشِ معلیٰ ہلا گئی
اک خوف کی سی لہر یتیموں پہ چھا گئی
جس دم لگی تھی آگ حسینی خیام کو
زینبؑ بچا کے لائی تھی چوتھے امامؑ کو

شامِ الم میں زینبؑ کبریٰ کا حوصلہ
کر کے اکٹھا عورتوں بچوں کو اک جگہ
اک جلتی چوب ہاتھ میں لے کر وہ غمزدہ
خود بن گئی حرم کا بیاباں میں آسرا
چلا کے کہہ رہی تھی خبردار ہوشیار
اس جا اندھیرے میں بھی یہ عترت ہیں باوقار

سوز

شامِ غریباں

شام یتیمی جب کہ سکینہؑ پہ آ گئی
خیموں کی آگ بچی کا دامن جلا گئی
بچی کی کسمپرسی فلک کو رلا گئی
بادِ سموم لشکرِ شہ کو سلا گئی
عباسؑ تم کہاں ہو حرم بدحواس ہیں
بچے بچھڑ کے ماؤں سے لاشوں کے پاس ہیں

زینبؑ پکارتی ہے سکینہؑ کدھر گئی
شمرِ لعیں کے ظلم سے معصوم ڈر گئی
زندہ بھی ہے کہ خوف سے مظلوم مر گئی
عباسؑ کیا بتاؤں قیامت گزر گئی
دیکھو کہ ہم پہ گردشِ دوران سخت ہے
بھیا مدد کرو کہ یہ مشکل کا وقت ہے

روانگیٔ قافلہ

علیؑ کی لاڈلی مقتل سے جب گزرنے لگی
وہ چشمِ درد کو اشکِ عزاء سے بھرنے لگی
گری وہ خاک پہ جب اونٹ سے اترنے لگی
وہ لاش سید والا پہ بین کرنے لگی
یوں چھوڑ کر تجھے جاتی ہوں بے کفن بھائی
مَیں کیا کروں مرے ہاتھوں میں ہے رسن بھائی

دہائی ہے کہ ہوئی اس طرح سے مَیں برباد
کوئی نہیں جو سنے اس گھڑی مری فریاد
تمہیں مدد کرو آ کر پھپھی کی اب سجادؑ
کفن مَیں بھائی کو دوں گی مجھے کرو آزاد
مدد کا وقت ہے اب یا علیؑ چلے آؤ
تمام ہو مری یہ بے بسی چلے آؤ

حضرت بی بی سکینہؑ

سکینہؑ بین یہ کرتی تھی قید خانے میں
ہمارا کوئی نہیں اس بھرے زمانے میں
لگائی دیر نہ بابا نے بھی بھلانے میں
نجانے وقت ہے کتنا وطن کو جانے میں
پدر کی یاد مجھے ہر گھڑی ستاتی ہے
کہاں ہو بابا یہ بیٹی تمہیں بلاتی ہے

پکارتی ہے کہ عمو خبر نہیں لیتے
ان آنسوؤں کا مرے کچھ اثر نہیں لیتے
کیوں اس گھڑی میں مجھے یاد کر نہیں لیتے
یزید سے مرے بابا کا سر نہیں لیتے
تمام ہو گا مرا یہ سفر تب آؤ گے
سکینہؑ قید میں جائے گی مر تب آؤ گے

زندانِ شام

اجڑ کے شام کے زنداں میں جب حرم آئے
دلوں میں لے کے وہ پیاروں کا اپنے غم آئے
وہ سہہ کے شام کے بازار کے ستم آئے
شکستہ پا دل مغموم چشم نم آئے
اندھیرا چار طرف تھا نہ آب و دانہ تھا
سکینہؑ کے لیے کیسا یہ قیدخانہ تھا

وہ خوف تھا نہ سکینہؑ کو نیند آتی تھی
وہ اشک یاد میں شبیرؑ کے بہاتی تھی
وہ اپنے دکھ در و دیوار کو سناتی تھی
مدد کے واسطے عباسؑ کو بلاتی تھی
مرے تڑپنے کا بابا اثر نہیں لیتے
میں رو رہی ہوں مری کیوں خبر نہیں لیتے

www.syedahmadyi.com

مرثیہ جناب فاطمۃ الزہراؑ

بعثت سے پہلے بگڑا ہوا تھا سبھی نظام
ارض عرب میں تھا نہیں عورت کا احترام
بیٹی کا تھا نہ باپ کے دل میں ذرا مقام
درگور پیدا ہوتے ہی کرتے تھے خاص و عام
رکھتے تھے عورتوں کو وہ ادنیٰ مقام پر
عورت کو قتل کرتے تھے غیرت کے نام پر

عصمت دری تھا مشغلہ ہر مرد کے لئے
عورت حقیر شے تھی جوانمرد کے لئے
یہ شرمناک بات تھی ہر فرد کے لئے
عورت تھی ابتلا کے لئے درد کے لئے
تھا ماں بہن کا رشتہ کنیزوں کے روپ میں
عورت جھلس رہی تھی زمانے کی دھوپ میں

جنگل سے بدترین تھے جس عہد کے اُصول
ایسے معاشرے میں اتارا گیا رسول
ان پر ہوا تھا جتنے قوانین کا نزول
مشکل تھا سب کے واسطے کرنا انہیں قبول
توحیدِ کبریائی کے پیغام کے لئے
سب سے کٹھن تھا دور وہ اسلام کے لئے

اک شتر بے مہار تھا امت کا کارواں
مشرک تھے حیلہ باز تھے یثرب کے حکمراں
تھے مرد و زن گناہ کی دلدل میں یوں نہاں
ان سے زمین تنگ تھی ناراض آسماں
ایسے میں تھی نبی کو مددگار کی تلاش
ساتھی کی ہمنوا کی وفادار کی تلاش

اس وقت کام آیا علیؑ پاک کا پدر
کیونکہ وہ تھا قبیلے میں اک فرد معتبر
آئیں خدیجہؑ بن کے مددگار ان کے گھر
ماں فاطمہؑ کی بن گئی اسلام کی سپر
لکھا تھا گھر رسولؐ کا بی بی کے بخت میں
ہر پل وہ ایستادہ تھی مشکل کے وقت میں

حُرمت نسا کی ہو گئی کفار پر عیاں
پاؤں سے ٹوٹنے لگیں نسواں کے بیڑیاں
نکلا انہیں کی ذات سے عصمت کا کارواں
عورت کی ذات بن گئی اک بحرِ بیکراں
جب ان کے گھر میں ہوگئی آمد بتولؑ کی
پھر چار چاند ہو گئی عصمت رسولؐ کی

www.syedahmaqvi.com

پائی نبیؐ نے آنے کی زہراءؑ کے جب خبر
شکرِ خدا میں جھک گیا سجدے میں ان کا سر
آنے سے فاطمہؑ کے ہوا دین معتبر
عورت پہ خاص ہو گئی اللہ کی نظر
نسواں کو وہ نمونۂ کردار مل گیا
طبقے کو ان کا رہبر و سالار مل گیا

پایا نبیؐ کے گھر میں وہ زہراءؑ نے احترام
جس کی کریں تمنا نبیؐ، اولیاء، امام
کچھ اس طرح بدل گیا یثرب کا سب نظام
عورت کو گھر میں ملنے لگا معتبر مقام
یہ فیض تھا بتولؑ کا اس وقت شہر میں
بس احترام ہو گیا بیٹی کا دہر میں

نازل کیے بشر کے لئے حق نے انبیاء
آئینِ فاطمہؑ نے خواتین کو دیا
اس ماں کی گود سے ہوئی وہ تربیت عطا
جس کی گواہی دیتا ہے میدانِ کربلا
دینِ خدا کے واسطے اُمت کے چین کو
زہراءؑ نے چکی پیس کے پالا حسینؑ کو

جب بھی خدا کے دیں پہ برا وقت آ گیا
زہراؑء کی تربیت بنی اسلام کی بقا
اُمت کو ہر گھڑی رہا اس گھر کا آسراء
شیرِ بتول ہی سے ملی دین کو جلا
عصمت میں تزکیئے کے عروج و کمال میں
زہراؑء مثال بن گئی اٹھارہ سال میں

اتنا عظیم رتبہ خدا نے عطا کیا
تعظیم اُن کی کرتے تھے سلطانِ انبیاء
بس فاطمہؑ کے واسطے ارض و سماء بنا
ظلمت میں بن گئی وہ بھلائی کا راستہ
یکتا نبی کی بیٹی ہے اپنی صفات میں
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی کائنات میں

آنے سے اس کے ہو گئی ظلمات میں سحر
کچھ اس طرح سے زندگی زہراء نے کی بسر
کھانا اگر کھلایا سوالی کو کچھ پہر
حق نے اتارا سورۂ دہر اُن کے نام پر
منبع اماموں کا بنی اپنی ذات میں
ہے کائنات فاطمہ زہراؑ کے ہاتھ میں

وہ ذات جس سے پھوٹتا ہو انبیاء کا نور
بارہ اماموں کا ہو جس نور سے ظہور
جس کے غلام بن کے ملائک کریں غرور
تعظیم جس کی اُٹھ کے کریں آپ خود حضور
مشکل میں جس کا نام علیؑ سا امام لے
زہراء کا نام دہر میں گرتوں کو تھام لے

جود و کرم نمایاں ہے جس کی صفات میں
جس کے عمل کا نور ہے اس کائنات میں
تسبیح جس کے نام کی صوم و صلواۃ میں
جس کی ردا کی چھاؤں ہے میری حیات میں
آمد پہ جس کی انبیاء تعظیم کو اُٹھیں
معصوم جس کے نام پہ تسلیم کو اُٹھیں

زہراء کا گھر ہی گھر ہے نبی کا امام کا
سر کو جھکا تقاضا ہے یہ احترام کا
کتنا اثر ہے فاطمہؑ زہراء کے نام کا
ظالم کے آگے سر نہ ہوا خم غلام کا
قطرے کو اس نظر نے سمندر بنا دیا
میرا تو ان کے دَر نے مقدر بنا دیا

حق نے بنائے دو جہاں زہراء کے واسطے
یہ سب زمین و آسماں زہراء کے واسطے
یہ مہر و ماہ و کہکشاں زہراء کے واسطے
یہ انبیاء کا کارواں زہراء کے واسطے
ہے روح کائنات میں اس کے وجود سے
انسان اس کے آنے پہ نکلا جمود سے

اسلام کا وقار ہے زہرؑاء کے دم بدم
ہے خاص ان کی آل پہ اللہ کا کرم
اُمت نے ان پہ ڈھائے ہیں بے انتہا ستم
عظمت نہ ان کی ہو سکی عالم میں پھر بھی کم
زہراؑ کی آل دیں کی مددگار بن گئی
یہ حق کا کائنات میں معیار بن گئی

زہراؑ نے تربیت کا وہ معیار دے دیا
ماؤں کو اک نمونۂ کردار دے دیا
عورت کے دل کو جذبۂ ایثار دے دیا
مظلوم کو حسینؑ سا سالار دے دیا
آجائے گا جو چادر زہراؑ کی چھاؤں میں
لغزش نہ ہو گی ایسے مسلماں کے پاؤں میں

تھا پیار فاطمہؑ سے محمدؐ کو اس قدر
ان کے بغیر لگتا تھا سونا نبی کو گھر
ان کے لیے یہ کہتے تھے سلطان بحر و بر
یہ اشرف النساء ہے مرا پارہ جگر
تم کرنا احترام ہمیشہ بتول کا
زہرا تو ایک پارہ ہے ذاتِ رسول کا

اُمت نے یہ رسولؐ کا فرماں بھلا دیا
بعد رسول فاطمہؑ کو خوں رلا دیا
محنت کا نبی پاکؐ کی کیسا صلہ دیا
جھکتے تھے انبیاء جہاں وہ در جلا دیا
بعد رسول سوئی نہ وہ نیند چین کی
تھی روز و شب فضا میں صدا ان کے بین کی

غم کا پہاڑ بن گیا جانا رسولِ کا
دشمن بنا ہوا تھا زمانہ بتول کا
کب تھا خیال گلشن احمد کے پھول کا
دربار ہی میں نکلا جنازہ اصول کا
گردن کو علی پاک کی بندھوا دیا گیا
دربار میں بتول کو جھٹلا دیا گیا

یہ بات تھی فدک کی نہ اس کی زمین کی
یہ بات تھی حقوق پہ اپنے یقین کی
آگے جو ظلم کے نہ جھکے اس جبین کی
زہرا کی بات ہی میں تو ہے بات دین کی
حق کیا ہے فاطمہ نے جہاں کو بتا دیا
درباریوں کو باعث عبرت بنا دیا

اُمت نے وہ سلوک کیا فاطمہؑ کے ساتھ
آنسو بہاتی رہتی تھیں خاتون کائنات
وہ ہستی سب کے واسطے جو باعثِ نجات
خود ظلم کا نشانہ بنی آپ اس کی ذات
دیکھے نہ تھے زمین نے نہ آسمان نے
وہ ظلم فاطمہؑ پہ کیے حکمران نے

کرنے لگیں وہ اپنے شب و روز یوں بسر
ایواں لرزنے لگے تھے روتی تھیں اس قدر
فرماتی تھیں کہ رونا ہے زہراؑء کو عمر بھر
اب جلد ہو گا اپنا بھی اس خلق سے سفر
اُمت کا ظلم باپ کو جا کر بتاؤں گی
فریاد اپنی حق کے نبی کو سناؤں گی

رونے پہ حکمرانوں نے پہرہ لگا دیا
آہ و بکا کو چھوٹا سا حجرہ بنا دیا
فرمان مصطفیٰؐ کا سراسر بھلا دیا
احسان کا رسولؐ کے کیسا صلہ دیا
لالچ کا بھوت ان کے سروں پر ہوا سوار
زہراؑء کی بد دُعا سے نہ ڈرتے تھے نابکار

دل فاطمہؑ کا ہو گیا کچھ اس قدر ملول
دنیا کے رنگ ہو گئے ان کے لیے فضول
مجبور اس قدر ہوئی پھر دختر رسولؐ
دن میں اکیلے رہنا کیا آپ نے قبول
جب ظلم ڈھائے جاتے تھے اس سوگوار پر
کرتی تھی بین جا کے پدر کے مزار پر

فرماتی تھیں علیؑ سے مرا وقت ہے قریب
ہے انتظار میں مرے اللہ کا حبیب
بعد رسولؐ پاک ہوئی فاطمہؑ غریب
بچوں کو سایہ ماں کا نہیں ہو سکا نصیب
نازوں کے پالے بچے ہیں ان سب سے باخبر
میرے حسینؑ سے مری زینبؑ سے باخبر

زینبؑ سے کہتی رہتی تھیں زہراؑ جگر فگار
بیٹی مرے حسینؑ سے تم رہنا ہوشیار
پیاسا ہو یہ اگر تو مَیں ہوتی ہوں بیقرار
مَیں اس کو دیکھ سکتی نہیں ہرگز اشکبار
تم اس نبی کی جان کو حیدر کے چین کو
تنہا نہ چھوڑنا کبھی میرے حسینؑ کو

www.syedahmadnaqvi.com

القصہ پیش آ گیا زہرا کو وہ سفر
انجام زندگی جسے کہتے ہیں باخبر
جب بے چراغ ہونے لگا شاہ دیں کا گھر
گردوں پہ ماند پڑنے لگے سورج اور قمر
جس نے جلائے حق کے دیئے اس کا کوچ ہے
عالم بنا تھا جس کے لیے اس کا کوچ ہے

وہ اشرف النسا کا لقب جس کے پاس ہے
رخصت پہ اس کی سارا زمانہ اداس ہے
ہے لاڈلی رسول کی اور حق شناس ہے
غم سے ہر ایک پنجتنی بے حواس ہے
مومن نے آسرا جو بنایا، رہے گا کب
زہراؑ کا عالمین پہ سایہ رہے گا کب

دستک ہوئی جو فاطمہ زہراؑ کے در پہ آہ
مولائے کائنات کی جونہی اٹھی نگاہ
دیکھا کہ حالتِ ملک الموت ہے تباہ
در پر کھڑا ہے سر کو جھکائے وہ غمزدہ
فرمایا فاطمہؑ سے ترے در کا ہے کمال
بے اذن اس میں آئے ملک کی نہیں مجال

خاموش اتنے میں ہوئیں زہرائے حق شعار
بچوں سے مولا کہنے لگے ہو کے اشکبار
عالم سے کوچ کر گئیں زہرا جگر فگار
یہ کر رہیں تھیں باپ سے ملنے کا انتظار
آنگن میں جس کے اترا ستارا وہ جا چکیں
تھا مرتضےٰ کو جس کا سہارا وہ جا چکیں

www.syedahmadnaqvi.com

ٹوٹے ہوئے دلوں کا وہ چارا نہیں رہا
پیشِ نگاہ حق کا نظارا نہیں رہا
مشکل کشاء کے دل کا سہارا نہیں رہا
امت پہ رحمتوں کا اشارا نہیں رہا
اب چھوڑ کر یہ عالم فانی چلی گئی
دنیا سے مصطفےٰؐ کی نشانی چلی گئی

حسنینؑ کے سروں سے اٹھا سایہ بتولؑ
جس کے سبب سے ہوتا تھا انوار کا نزول
اور جس کے احترام میں اُٹھتے تھے خود رسولؐ
نسبت سے جس کی ہوتی تھی ہر اک دُعا قبول
تھی ذات جس کی دہر میں مانند سائباں
جانے پہ اس کے کیوں نہ ہو غمگین پھر جہاں

حسنینؑ رو رہے ہیں الٰہی یہ کیا ہوا
لب پر حرم کے تیری دہائی یہ کیا ہوا
اقدار کی ہوئی ہے تباہی یہ کیا ہوا
اُمت نے مَل لی منہ پر سیاہی یہ کیا ہوا
یارب یہ کیا ہوا ہے یہ کیوں شور وشین ہے
کیوں اشک بار خلق میں تیرا حسینؑ ہے

فرط الم سے روتے تھے زہراؑ کے نور عین
حجرے کے ایک کونے میں نوحہ کناں حسینؑ
تھا اس قدر الم کہ نہ آتا تھا دل کو چین
ماں فاطمہؑ سے کہتے تھے پھر شاہ مشرقین
مَیں کیا کہوں جو حال جدائی کے غم سے ہے
اماں اُٹھو کہ دل مرا پھٹتا الم سے ہے

www.syedahmadrizvi.com

یہ سن کے آئے مرتضیٰ اس لال کے قریب
کہنے لگے حسینؑ یہی ہے ترا نصیب
ہیں منتظر بتول کے اللہ کے حبیب
زہراؑ چلی گئی ہیں تو ہم ہو گئے غریب
خواہش کا اپنے قلب کی اظہار تو کرو
اماں کا چل کے آخری دیدار تو کرو

رو کر حسینؑ نے کہا ہرگز نہ جاؤں گا
اماں بلائیں گی نہ تو آنسو بہاؤں گا
فریاد اپنی اپنے خدا کو سناؤں گا
مَیں ایک بھی قدم نہیں آگے بڑھاؤں گا
گر پیار ہے حسینؑ سے اماں بتولؑ کو
آواز سے بلائیں گی ابن رسولؐ کو

ناگہ زمین کانپ اٹھی عرش ہل گیا
ٹوٹے کفن کے بند بہ اعجاز کبریا
پھیلا کے ہاتھ کہنے لگی آ حسینؑ آ
تیرے لیے مَیں جاؤں گی اے لال کربلا
مَیں ماں ہوں اے حسینؑ مری اور بات ہے
تیرے لیے خدا کی یہ سب کائنات ہے

بیٹا مَیں ایک دن ترے لاشے پہ آؤں گی
اور بے کفن جنازے پہ آنسو بہاؤں گی
مَیں تیری قتل گاہ کے پتھر ہٹاؤں گی
وعدہ جو کر رہی ہوں اسے مَیں نبھاؤں گی
اس دن لٹے گی آل مری ہو گا شور و شین
مادر بلائے گی تو نہ بولو گے تم حسینؑ

www.syedahmadnaqvi.com

یہ سنتے ہی تڑپ گئی زینبؑ جگر فگار
بولی اے بھائی تم پہ یہ دکھیا بہن نثار
کیا ہوگی اس کے حلق پہ امّاں چھری کی دھار
بھیا حسنؑ بچائیں گے نہ شاہ ذوالفقارؑ
اماں ترے حسینؑ کو مَیں خود بچاؤں گی
یہ جس طرف بھی جائے گا مَیں ساتھ جاؤں گی

القصہ جب جنازہ اُٹھا وقت شب کو آہ
کاندھا تلک دیا نہ اُس عالی نسب کو آہ
رخصت کیا ہے کیسے وقارِ عرب کو آہ
بیدردوں نے پکارا خدا کے غضب کو آہ
اُمت سے کوئی درد بٹانے نہ آ سکا
تابوت فاطمہؑ کا اٹھانے نہ آ سکا

ایسے میں خود جنازہ اٹھایا امامؑ نے
نصرت کی جبرئیلؑ علیہ السلام نے
تابوت اک طرف سے اٹھایا غلام نے
کیسا صلہ نبی کو دیا خاص و عام نے
دامن دکھوں سے اپنا چھڑاتی ہے فاطمہؑ
بابا کی بارگاہ میں جاتی ہے فاطمہؑ

صد حیف جس کے واسطے پیدا ہوا جہاں
دریا پہاڑ اور یہ ستاروں کی کہکشاں
اس کی مصیبتوں پہ ہے تاریخ خوں چکاں
کہسار اشکبار، لب دشتِ پُر فغاں
تاریخ سے یہ بار اٹھایا نہ جائے گا
ہم سے غم بتول بھلایا نہ جائے گا

اے عصمت خدا کی نگہبان الوداع
دین خدا کی خلق میں پہچان الوداع
جاری ہے جس کی ذات سے فیضان الوداع
ہے خلق پر ترا بڑا احسان الوداع
زہراؑء کا پرسا دیتے ہیں آل رسول کو
اب الوداع سب کی طرف سے بتولؑ کو

ہاتف نے دی ندا کہ خبردار ہوشیار
وہ آ رہی ہے پیشِ خدائے بزرگوار
جس کے لیے بنایا تھا خالق نے یہ دیار
ہو گی یہ شہ کی پہلی عزا دارِ دلفگار
نظریں جھکایئے یہ ادب کا مقام ہے
تسبیح کردگار میں زہراؑء کا نام ہے

مرثیہ قیام حسینؑ

بغضِ علی ملوکیت وقت چھا گئی
زردی فنا کی دین کے چہرے پہ آ گئی
لالچ کی آگ دین کی مسند جلا گئی
باد سموم ملت حق کو سلا گئی
اُمت کو بغض آل کا سرطان ہو گیا
دولت کی آرزو میں مسلمان کھو گیا

فکر یزید دین کی بنیاد ہو گئی
خوف خدا سے زندگی آزاد ہو گئی
سنت رسول پاک کی برباد ہو گئی
بستی عدوئے آل سے آباد ہو گئی
علم و عمل کا کوئی روادار کب رہا
انسان باقی رہ گئے کردار کب رہا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ظلم یزید سے تھی نہ ذی روح کو اماں
اکثر وہ دینِ حق کی اڑاتا تھا دھجیاں
وہ بن گیا تھا فکرِ امیہ کا ترجماں
ہو کر نشے میں دُھت یہ کیا کرتا تھا بیاں
اپنے مفاد میں بنو ہاشم کا میل تھا
اسلام اقتدار کی کرسی کا کھیل تھا

جھٹلاتا وحیِ حق کو بھی اکثر وہ نابکار
دربار میں شراب وہ پیتا تھا بار بار
کر کے حرام کام نہ ہوتا تھا شرمسار
سنت کا بھی لحاظ نہ کرتا ذلیل و خوار
اکثر حرام کام کو کر دیتا تھا حلال
جرأت نہ تھی کسی کی جو کر دے کوئی سوال

بیعت کا خواستگار تھا شیطان کا پسر
نالاں تھا اس کی ذات سے عالم کا ہر بشر
ہر ظلم ڈھا رہا تھا وہ آلِ رسول پر
اس پر نہ ہو رہا تھا کسی بات کا اثر
لمحات کھو گئے تھے صحابہ کے چین کے
بیعت سبھی نے کر لی سوائے حسینؑ کے

دینِ مبیں کا کوئی سہارا نہیں رہا
اب ڈوبتے ہوؤں کا کنارا نہیں رہا
ظلمت میں جلوہ بار ستارا نہیں رہا
عالم میں حق کا کوئی نظارا نہیں رہا
بے دین جمع ہو گئے قاتل کے چار سو
حق چھوڑ کے سب آ گئے باطل کے چار سو

طاقت نہیں کسی کی کہ باطل کو روک لے
کوئی نہیں تھا بڑھ کہ جو قاتل کو روک لے
آتی تباہیوں کے عوامل کو روک لے
دستِ دراز وحشی و جاہل کو روک لے
وہ دور آ گیا تھا انوکھے نظام کا
قبلے کی تھی خبر نہ پتہ تھا امام کا

فکر یزید قلب مسلماں میں آ گئی
ذہنوں کو شرِ فکرِ امیہ سلا گئی
موج جفا یقیں کے گھروندے گرا گئی
بدعت یزید نحس کی عالم پہ چھا گئی
دور یزید میں یہ سبھی کو یقین ہے
جو کر رہا ہے تخت پہ سلطاں وہ دین ہے

عالم کو ظلم و جور سے بھرنے لگا یزید
ہر کام دیں کے نام پہ کرنے لگا یزید
دلدل میں بدعتوں کی اترنے لگا یزید
لالچ میں اقتدار کی مرنے لگا یزید
کرنے لگا وہ کام جو روکے تھے دین نے
ہیئت خدا کے دین کی بدلی لعین نے

وہ شہر یار بن گیا کھوٹا تھا جس کا بخت
امت کے خوں سے بڑھ کے تھا اس کو عزیز تخت
اسلام پر اب آ گیا تھا دور کتنا سخت
سوچ اس کی بدنہاد تھی کردار بھی کرخت
کب تھا یہ صرف مذہبی اقتدار کا سوال
آنے لگا تھا عظمت انسان پر زوال

بدعت نئی وہ روز چلاتا تھا دین میں
مشکل میں دین حق تھا خدا کی زمین میں
سجدہ نہیں، شرر تھا یزیدی جبین میں
اک سانپ کی طرح سے تھا وہ آستین میں
مکروفریب وظلم میں جکڑا ہوا تھا وہ
اللہ کی زمین میں اکڑا ہوا تھا وہ

سکوں کے بدلے بک گئے اسلام کے اصول
مسکن برائیوں کی بنی مسند رسول
آنکھوں میں سب عوام کی وہ جھونکتا تھا دھول
زیرعتاب آگیا تھا خانۂ بتول
آیا تھا سخت وقت مسلماں کے بخت پر
ظاہر کہاں تھا عدل خلافت کے تخت پر

www.syedahnaqvi.com

رستہ خدا کے دین کا بنتا گیا سراب
دیکھا تھا جو رسول نے سچا ہوا وہ خواب
اُف مسندِ خلیفہ سے بٹنے لگی شراب
مکروفریب دین کو کرنے لگے خراب
فکرونظر میں دین کا پیغام کب رہا
اسلامی مملکت ہی میں اسلام کب رہا

اصلاح دین حق کا نہ امکان تھا کوئی
امت کی مغفرت کا نہ سامان تھا کوئی
سنت بچی ہوئی تھی نہ قرآن تھا کوئی
شکل یزید نحس میں شیطان تھا کوئی
ظالم کا ظلم کرب میں تحلیل ہوگیا
حاکم کا حکم باعث تذلیل ہوگیا

اسلام مملکت میں بچا تھا برائے نام
فرعون بن کے بیٹھ گیا تھا امیر شام
کوئی نہ تھا جو ڈال دے منہ روز کو لگام
ظالم تھا حکمران تو مظلوم تھے عوام
مکروفریب وظلم کا سالک بنا یزید
فرعونیت کا شام میں مالک بنا یزید

خلق خدا یزید کے سانچے میں ڈھل گئی
جو رسم لا الہ تھی بالکل بدل گئی
نار ہوس میں مسند اسلام جل گئی
دیں کے بدن سے روح حقیقی نکل گئی
فاسق خدا کے دین کا سردار بن گیا
کہنے کو دین کا وہ علمدار بن گیا

www.syedahmaqvi.com

کوئی نہیں تھا اب کرے حق کی وہاں جوبات
کوئی نہیں کرے جو سوئے دین التفات
اب کون تھا جو بخش دے اسلام کو ثبات
ذلت میں گم تھی موت تو شرمندہ تھی حیات
باطل کے نامراد سفینے کو روک لے
کوئی نہ تھا جو بڑھ کے کمینے کو روک لے

فکر حسینیت تھی سیاست سے دوردور
مقصد حسین کا تھا خلافت سے دور دور
دل شاہ کا تھا تخت وحکومت سے دور دور
تھی مسند یزید شرافت سے دور دور
یہ بات تھی رسول خدا کے مقام کی
شر کے مقابلے میں خدائی نظام کی

اک شخص کا نہیں یہ تھا افکار کا سوال
اک ذات کا نہیں یہ تھا کردار کا سوال
ظالم سے نفرتوں کے تھا اظہار کا سوال
یہ جنگ کی تھی بات نہ تلوار کا سوال
یہ بات زر کی تھی نہ حصولِ زمین کی
دراصل یہ لڑائی تھی احیائے دین کی

محفوظ کب تھا کوئی خدا کی زمین پر
آیا تھا سخت وقت رسالت پہ دین پر
آئی تھی امتحاں کی گھڑی مومنین پر
ناحق لہو تھا قاتلوں کی آستین پر
مالک بنا ہوا تھا ہرانسان کا یزید
قبلہ بنا ہوا تھا مسلمان کا یزید

www.syedahaqvi.com

گر جبر سے نہ مانے تو زر سے خرید کی
اصحاب سارے کر چکے بیعت یزید کی
سب ہاں میں ہاں ملاتے تھے اکثر پلید کی
عزت نہیں رہی تھی کلام مجید کی
عالم میں دین حق کا ترانہ بدل گیا
کچھ ہی برس میں سارا زمانہ بدل گیا

مسجد میں ہو رہی تھی سدا ہجوِ بوترابؑ
سارے بنی امیہ تھے شیطاں کے ہم رکاب
سب اس عمل کو جانتے تھے باعثِ ثواب
بن کر مذاق رہ گئی قرآن سی کتاب
عالم منافقین سے آباد ہو گیا
کار رسول شام میں برباد ہو گیا

سوچو اگر نہ روکتا اس کو علیؑ کا لال
قدریں خدا کے دین کی ہو جاتیں پائمال
سارے حرام کام سمجھتے سبھی حلال
کرتا نہ دین مسخ پہ ظاہر کوئی ملال
ہوتے ترنگ سارے یزیدی عوام کے
عالم میں ہوتے سارے مسلمان نام کے

یہ ماجرا فقط نہ تھا دین رسول کا
یہ معرکہ تھا حق کا خدائی اصول کا
آیا مقابلے میں گھرانا بتول کا
رنگ اور تازہ ہوگیا کانٹوں میں پھول کا
جکڑا ہوا تھا دین کو باطل کے جال نے
بیعت نہ کی یزید کی زہراؑ کے لال نے

www.syedahmadqvi.com

آتا علیؑ کے لال کو ایسے میں کیا سکون
کس طرح ہوتے دیکھتا انسانیت کا خون
ہلنے لگے تھے دہر میں سب دین کے ستون
ظالم کے تھا دماغ میں بیعت کا بس جنون
تنہا بہن کو نے کے مسافر نکل پڑا
دیں کا علم اٹھا کے وہ معصوم چل پڑا

مسند کی فکر تھی نہ حکومت کی تھی طلب
نہ تخت چاہیے تھا نہ طاقت کی تھی طلب
لالچ نہ شان کی تھی، نہ شوکت کی تھی طلب
راہ خدا میں ان کو شہادت کی تھی طلب
مدِّ نظر نہ جان تھی زہراؑ کے لال کو
ملحوظ دیں کی آن تھی زہراؑ کے لال کو

کچھ اس قدر حفاظت امت کا تھا خیال
کنبے کو ساتھ لے کے چلا فاطمہ کا لال
قبرِ رسول چھوڑنے کا تھا بہت ملال
اب یہ بقائے دین محمدؐ کا تھا سوال
اب یہ سفر حسینؑ کا بہر نجات ہے
تکمیل کارِ شاہ میں زینبؑ بھی ساتھ ہے

پیشِ نظر حسینؑ کے باطل سے تھی وَغا
رشکِ قمر کے سامنے امت کی تھی ضیا
عالی نظر کے روبرو تھی دین کی جِلا
عمراں کا گھر چلا کہ وہ باطل کو دے سزا
پنہاں اسی سفر میں تو راہ نجات ہے
زینبؑ کو ہے سکوں کہ علمدارؑ ساتھ ہے

www.syedahmadrizvi.com

فکرِ رسول لے کے چلا ابن بوتراب
خون بتول لے کے چلا ابن بوتراب
حق کے اصول لے کے چلا ابن بوتراب
اصغرؑ سا پھول لے کے چلا ابن بوتراب
فکرِ یزیدِ وقت کو لعنت بنا گیا
کنبے کے ساتھ دشتِ مصیبت میں آ گیا

بیعت نہ کی یزید کی عین الیقین نے
پھر کربلا میں آن کے گھیرا لعین نے
کچھ اس قدر سکون دیا اس زمین نے
برپا کئے خیام وہیں شاہِ دین نے
حکم لعیں سے پانی تلک بند ہوگیا
جو امتحانِ دشت تھا وہ چند ہوگیا

www.syedahsanrizvi.com

سارے حسینؑ کے تھے علیؑ کی طرح اصول
اب بھی علیؑ کے لال نے بیعت نہ کی قبول
اس وقت داؤ پر تھی لگی عزتِ رسولؐ
اب مصلحت سے ہٹ گیا تھا خانۂ بتولؑ
جنگل سیاہ فکر یزیدی سے اٹ گیا
زہراؑ کا لال حق پہ اکیلے ہی ڈٹ گیا

غفلت سے اہلِ دیں کو جگانے لگے حسینؑ
تصویرِ حق لہو سے بنانے لگے حسینؑ
جورو جفا کے قصر گرانے لگے حسینؑ
نقشِ یزیدیت کو مٹانے لگے حسینؑ
جورِ یزیدیت سے رہائی کے واسطے
آمادہ شاہِ دیں ہیں لڑائی کے واسطے

عاشور کو لڑی وہ لڑائی حسینؑ نے
اسلام کو دلائی رہائی حسینؑ نے
باطل کی ہرشبیہ مٹائی حسینؑ نے
مسند یزیدیت کی جلائی حسینؑ نے
مظلوم کو جہان کی زینت بنا دیا
شبیرؑ نے یزید کو عبرت بنا دیا

شبیرؑ نے رقم کیا انسانیت کا باب
نام حسینؑ بن گیا عنوان انقلاب
گردوں پہ جلوہ گر ہوا زہراؑ کا آفتاب
جو روجفا کا لے لیا ملعون سے حساب
کار حسینؑ مقصد انسان بن گیا
غم شاہِ دیں کا صبر کی پہچان بن گیا

سوئے ہوئے ضمیر جگاتا نہ یہ اگر
جو روجفا کے سامنے آتا نہ یہ اگر
دین محمدیؐ کو بچاتا نہ یہ اگر
لاش پسر کو رن میں اٹھاتا نہ یہ اگر
مشکل خدا کے دین کی آساں نہ ہوتی پھر
امت رسولِ پاک کی انساں نہ ہوتی پھر

عاشور کو حسینؑ بھرا گھر لٹا چکے
ہاتھوں سے شیرخوار کی تربت بنا چکے
عباسؑ سا غیور برادر گنوا چکے
اکبرؑ کا زخم اپنے جگر پر سجا چکے
جلوہ دکھانا چاہا حسینی جلال نے
پھر قصدِ جنگ کرلیا زہراؑ کے لال نے

شبیرؑ ذوالجناح پہ پھر ہوگئے سوار
آئی نیام سے ذرا باہر جو ذوالفقار
اس کی چمک سے ہوگیا روشن وہ کارِ زار
ابنِ علی کے ہاتھ میں تھی تیغ بیقرار
حملہ کیا جو فوج پہ زہراؑ کے چین نے
پھر جنگ کی بساط الٹ دی حسین نے

لشکر سے کہہ رہا تھا وہ خلق خدا کا ناز
امت ہو تم رسول کی ہے بس یہی جواز
میں کررہا تھا جنگ سے خود آپ احتراز
تم کو خبر نہ حق کی نہ باطل میں امتیاز
کیا مل گیا تمہیں علی اصغرؑ کو مار کے
بھگتو نتائج اب علی اکبرؑ پہ وار کے

یہ سن کے ذوالفقار علی بھی بپھر گئی
سرتن پر اس طرف نہ رہے یہ جدھر گئی
دولخت جسم کرکے زمیں تک اتر گئی
بھاگی سپاہ شام جہاں تک نظر گئی
چلاتے تھے کہ جان بچالو کسی طرح
سرتن پہ اپنے آج سنبھالو کسی طرح

بڑھ بڑھ کے وار کرتا تھا زہرا کا نورعین
حملوں کے ساتھ بڑھ گیا لشکر میں شوروشین
مشکل میں تھے سوار نہ رہوار کو تھا چین
آواز اٹھ رہی تھی اماں دیجیے یا حسین
کہتے تھے ہے یہ ضرب تمہاری حیات پر
عباسؑ کو جو تم نے ہے مارا فرات پر

www.syedahnaqvi.com

اس طرح بھاگتے نظر آتے تھے وہ لعین
گھوڑا کہیں سوار کہیں اور کہیں پہ زین
گر جاتے تھے تو خوف سے اٹھتی نہ تھی جبین
لشکر پہ تنگ ہوگئی اللہ کی زمین
کتنے تو خوف ہی سے جہاں سے گزر گئے
اک دوسرے کے پاؤں تلے آکے مر گئے

حیدر کا لال دشت میں جاتا تھا جس طرف
لشکر سروں کو تن پہ نہ پاتا تھا اس طرف
سایہ بھی ذوالفقار کا آتا تھا جس طرف
لاشوں کو بھی نہ کوئی اٹھاتا تھا اس طرف
شہ اس طرح یزید کے لشکر پہ چھا گئے
لوگوں کو کربلا میں علیؑ یاد آگئے

ایسے میں حق کی آئی صدا بس نبی کے چین
ہے منتظر تمہارا خدا شاہ مشرقین
یہ سن کے رن میں رک گیا حیدر کا نورعین
تلوار اپنی، نیام میں رکھنے لگے حسینؑ
اتنا یقین شہ کو تھا اس بارگاہ پر
بیٹھے وہ ذوالجناح پہ، اپنا جھکا کے سر

پھر ہر طرف سے فوج نے گھیرا امام کو
غیرت نہیں بچی تھی لعینوں میں نام کو
اب ہر طرف سے زخم لگے تشنہ کام کو
پتھر بھی مارتے تھے وہ عالی مقام کو
باہر بہن کو دیکھ کے گھبرا گئے حسینؑ
خوں اتنا بہہ گیا تھا کہ تھرا گئے حسینؑ

www.syedahmadnaqvi.com

امت نے رشتہ دشت میں توڑا امام سے
مانوس اس قدر تھا وہ گھوڑا امام سے
وقت اجل بھی منہ کو نہ موڑا امام سے
رشتہ وفا کا اس طرح جوڑا امام سے
مولا نہ جب ٹھہر سکے گھوڑے کی زین پر
گھٹنے لگا کے اس نے اتارا زمین پر

زینب نے اک بلندی سے دیکھا یہ ماجرا
چلائی رن میں گر گیا زہراؑ کا لاڈلا
خنجر بکف حسینؑ کی جانب لعیں بڑھا
عباسؑ تم کہاں ہو نہیں کوئی آسرا
سر کاٹنے کی فکر میں فوج یزید ہے
عباسؑ اب تمہاری ضرورت شدید ہے

بابا علیؑ کہاں ہو مصیبت میں ہے پسر
سنتی رہی ہوں گریۂ مادر میں رات بھر
نانا ہے تم کو اپنے نواسے کی کچھ خبر
بھیا حسنؑ اب آؤ گے بھائی کی لاش پر
ہاتھوں سے اپنے آن کے میت اٹھاؤ گے
کٹ جائے گا حسین کا سر کیا پھر آؤ گے

کوئی بچا لے آ کے شہ مشرقین کو
پالا ہے چکی پیس کے ماں نے حسینؑ کو
دیکھو تو آ کے مولا علیؑ نورِ عین کو
آ کر چھڑا لو فاطمہ زہراؑ کے چین کو
سر ننگے دشت میں بہن آئی ہے المدد
خنجر تلے حسین سا بھائی ہے المدد

www.syedahmadnaqvi.com

عباس آؤ دشت میں انساں نہیں رہے
شہ کی مدد کو اکبر ذیشاں نہیں رہے
گھوڑے پہ اپنے شاہ شہیداں نہیں رہے
زینبؑ کے حق میں درد کے درماں نہیں رہے
ماں جائے کو غریب کو زہراؑ کے چین کو
کوئی نہیں بچائے جو آ کر حسین کو

عباسؑ پھر بہن نے بلایا ہے لو خبر
گھوڑے سے شہ کو رن میں گرایا ہے لو خبر
خنجر بکف لعین اب آیا ہے لو خبر
شمر لعیں نے ظلم رچایا ہے لو خبر
تلوار کھینچ لیتے تھے تم بات بات پر
اب سو رہے ہو چھوڑ کے تنہا فرات پر

ایسے میں دیکھا زینب کبریٰ نے ایک بار
سجدے میں پشت شاہ پہ قاتل ہوا سوار
رکھی گلے پہ شاہ کے خنجر کی تیز دھار
چلائی اس کو دیکھ کے زینب جگر فگار

لِللہ فاطمہ کی کمائی کو چھوڑ دے
اے شمر رک ذرا مرے بھائی کو چھوڑ دے

یہ سن کے بھی ڈرا نہیں مطلق ستم شعار
تھی گردنِ حسین پہ خنجر کی تیز دھار
آئی ندا بتول کے بیٹے ترے نثار
سب انبیاء حسین پہ ہوتے تھے اشک بار

غم دو جہاں کا دشت بلا میں سمٹ گیا
زینبؑ کے سامنے سرِ مظلوم کٹ گیا

www.syedahmadnaqvi.com

بخدمت عصمت مآب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا

عورت کو خلق جب کیا رب کریم نے
عادت میں اس کو رحم دیا ہے رحیم نے
عصمت سے متصف کیا عقل سلیم نے
عظمت کا دے دیا شرف اسکو عظیم نے

رتبے میں مرد وزن کو برابر بنا دیا
عورت کو ماں کے روپ میں برتر بنا دیا

بندھن میں ازدواج کے آتی ہے جب نساء
بن جاتی ہے وہ مرد کا مشکل میں آسرا
صبر و رضا سے لیتی ہے گھر بھر کا جائزہ
حالات جس طرح کے ہوں کرتی ہے وہ وفا

شوہر پہ سایہ کرتی ہے مشکل کی دھوپ میں
ہو صالحہ تو حور ہے بیوی کے روپ میں

عورت اگر ہو ماں تو ہے پھر اور با وقار
اولاد ہی سے ملتا ہے دل کو اسے قرار
محسوس جب بھی بچہ کرے دل میں اضطرار
راتوں کو چونک چونک کے اٹھتی ہے بار بار
بچوں کے حق میں نعمت اللہ ماں کی ذات
ہر وقت ان کے دکھ سے ہے آگاہ ماں کی ذات

فطرت میں ہے نساء کی فقط اپنے گھر کا خواب
گھر کے لیے وہ کرتی ہے ہر شے کا انتخاب
گر ہو وفا شعار تو ہوتی ہے کامیاب
کنبے سے میل جول میں وہ ہے کھلی کتاب
اہل و عیال کے لئے گھر بار کے لئے
عورت بنی ہے پیار کے اظہار کے لئے

www.syedahmaqvi.com

دختر رسول پاکؐ کی عالم میں بے مثال
اولاد فاطمہؑ ہی کا دیکھا ہے یہ کمال
عظمت کو ان کی آج بھی آیا نہیں زوال
عصمت پہ جن کی کر نہیں سکتا کوئی سوال
بیٹی نبی کی دین کی توقیر بن گئی
معبود و عبد کے لئے زنجیر بن گئی

والد علیؑ ہو والدہ ہو فاطمہؑ اگر
اس کے مقابلے میں کہاں آئے گا بشر
زینبؑ کی جنگ ہو گئی تاریخ میں امر
صبر و رضا سے کاٹ دیئے دشمنوں کے سر
باطل کے حق میں حیدری للکار بن گئی
بپھری تو بوترابؑ کی تلوار بن گئی

بیٹی کی حیثیت سے رکھی فاطمہؑ کی لاج
وہ تھی علیؑ کے علم وشجاعت کا امتزاج
بدلا ہے جس نے صبر سے ظالم کا ہر رواج
عالم میں خوف کھاتا ہے زینبؑ سے سامراج
جس نے خدا کے دین کو رکھا سنبھال کے
مشکل سے اس کو لے گئی تنہا نکال کے

رشتہ بہن کا کرب و بلا میں نبھا دیا
بھائی کے حق میں سارا بھرا گھر لٹا دیا
دشت بلا کو دین کا مرکز بنا دیا
بے پردگی کو پردہ عصمت اوڑھا دیا
نصرت فقط نہیں ہے یہ بھائی کے واسطے
زینبؑ ہے دستگیر خدائی کے واسطے

www.syedahmadnaqvi.com

دشتِ بلا میں ہو گئی مجبور اک بہن
وہ دے سکی نہ بھائی کی میت کو بھی کفن
اس ظلم کا گواہ ہے کرب و بلا کا بن
خیمے جلا کے ہاتھ میں باندھی گئی رسن
وہ ظلم ڈھائے ان پہ یزیدی نظام نے
بھائی کا حلق کٹ گیا زینبؑ کے سامنے

اب کربلا میں آیئے ماؤں کو دیکھیے
بچوں کی زیرِ تیغ اداؤں کو دیکھیے
ماؤں کی تربیت کی جزاؤں کو دیکھیے
مشکل گھڑی میں ان کی وفاؤں کو دیکھیے
ماؤں نے دین حق کا مقدر بنا دیا
بچوں کو پال پوس کے لشکر بنا دیا

زینبؑ سی ماں اگر ہو تو ہے مامتا کا ناز
قربان پسر کر کے جو پڑھتی رہی نماز
صبر و رضا میں ہوگئی ماؤں میں سرفراز
وہ ماں کہ جس کے صبر پر اللہ کو ہے ناز
زینبؑ وہ ماں اصول نرالے جو دے گئی
امت کو اپنی گود کے پالے جو دے گئی

قربان جس نے کر دیا بیٹوں کو بھائی پر
حیراں کائنات ہے زہراؑ کی جائی پر
ممنون دیں ہے آج بھی مشکل کشائی پر
اس سے خدا کو ناز ہے اپنی خدائی پر
عورت کے حق میں منبع ایثار بن گئی
زینبؑ خدا کے دین کی للکار بن گئی

www.syedahmaqvi.com

تاریخ میں ملے گی نہ ایسی کہیں بھی ماں
جس نے نہیں کی بچوں کی لاشوں پہ بھی فغاں
باندھی گئی ہو جس کی کلائی میں رسیاں
اس پر بھی وہ بکھیر دے ظالم کی دھجیاں
خطرہ ہو بات بات پہ جب اس کی جان کو
اس دم وہ زیر کر کے رہے حکمران کو

وہ ماں جو ریگزار میں ماؤں کا آسرا
وہ بن گئی تھی دشت میں بچوں کی ناصرہ
جس کو کیا تھا اہل شقاوت نے بے ردا
جو دے سکی نہ عابدِ بیمار کو دوا
دین خدا کی فکر تھی اس حق شناس کو
دیکھا نہ جس نے دشت میں بچوں کی لاش کو

بنتِ بتولؑ جس نے بھرا گھر لٹا دیا
گھربار اپنا چھوڑ کے جنگل بسا دیا
بیٹوں کے سر کو نصرت دیں میں کٹا دیا
جس نے یزید وقت کو نیچا دکھا دیا
عورت کے روپ میں وہ خدا کی امان تھی
مٹھی میں اس کی بند زمانے کی جان تھی

دشت بلا میں جب وہ بھرا گھر لٹا چکی
اکبرؑ کا غم کلیجے پہ اپنے اٹھا چکی
عباسؑ کے لیے بھی وہ آنسو بہا چکی
بھائی کا داغ اپنے جگر پر سجا چکی
جس پر فدا تھی اب اسی بھائی سے چھُٹ گئی
سر کی ردا بھی شام غریباں میں لُٹ گئی

www.syedahmadnaqvi.com

زینبؑ نے پھر سنبھالا حسینیؑ نظام کو
لے کر چلی وہ دین الٰہی کے کام کو
دیتی رہی دلاسے ہر اک تشنہ کام کو
پیہم سنبھالتی رہی چوتھے امامؑ کو
زینبؑ پدر کے عزم کی تصویر بن گئی
بعدِ حسینؑ دشت میں شبیرؑ بن گئی

سالار قافلہ بنی وہ قتل گاہ میں
مقصد بڑا عظیم تھا اسکی نگاہ میں
ہونا تھا سرخرو اسے اس بارگاہ میں
دین آ گیا تھا بنتِ علیؑ کی پناہ میں
اب تک نہ ہو سکا تھا جو وہ کام کر دیا
زینبؑ نے خود یزید کو گمنام کر دیا

بنت علیؑ نے رسمِ عزائی بچائی ہے
دین خدا کی ساری بھلائی بچائی ہے
چادر لٹا کے جس نے خدائی بچائی ہے
سب انبیائے دیں کی کمائی بچائی ہے
ظالم سے جنگ کیلئے اک شور مچ گیا
اس کے طفیل دین تباہی سے بچ گیا

جو ظلمتوں میں چلتی رہی آگہی کے ساتھ
پردے کی لاج رکھی ہے بے پردگی کے ساتھ
اس کے عمل کا فیض ہے ہر آدمی کے ساتھ
رشتہ ہے ہر اسیر کا بنتِ علیؑ کے ساتھ
روتے ہیں لوگ سن کے مظالم کو آج بھی
زینبؑ کا خوف ہوتا ہے ظالم کو آج بھی

www.syedahaqvi.com

زینبؑ کا صبر دین کے سانچے میں ڈھل گیا
جس نے لگائی آگ وہی آپ جل گیا
ساری یزیدیت کا جنازہ نکل گیا
جو ڈگمگا رہا تھا قدم وہ سنبھل گیا
زینبؑ نے پشت لشکرِ باطل کی توڑ دی
تنہا یزیدِ وقت کی گردن مروڑ دی

اللہ رے وہ زینبؑ کبریٰ کا حوصلہ
منظر کسی بہن کو دکھائے نہ یہ خدا
خنجر تلے تھا دشت میں شبیرؑ کا گلا
خیموں کے ساتھ دامنِ معصوم بھی جلا
عباسؑ کچھ مدد کرو ہمشیر کیا کرے؟
تم ہی بتاؤ زینبؑ دلگیر کیا کرے؟

دشت بلا میں شامِ غریباں کا وہ سماں
سہمے ہوئے ہیں بچے تو خاموش بیبیاں
بے رحم ہے زمین تو ظالم ہے آسماں
عابدؑ دکھائی دیتے ہیں بیمار وناتواں
آئی ہے اس کے پاس نیابت امام کی
زینبؑ ہی اب کرے گی حفاظت خیام کی

صبح ومسا ہے اک ملکِ الناس کا خیال
ہر وقت آتا رہتا ہے عباسؑ کا خیال
دل میں کبھی سکینہؑ کی ہے آس کا خیال
بچی کے زخمی کان کا اور پیاس کا خیال
بھائی ہے قتل گاہ میں بے گورو بے کفن
اہلِ حرم کے واسطے زنجیر اور رسن

www.syedahnaqvi.com

زینبؑ کی زندگانی اسیری میں ڈھل گئی
اک شمع انقلاب کی صحراء میں جل گئی
عباسؑ کا علم لیے زینبؑ نکل گئی
ہچکولے کھاتی دین کی کشتی سنبھل گئی
جو ڈوبنے کو تھا وہ سفینہ سنبھل گیا
صحرا میں اک چراغ ہدایت کا جل گیا

افلاک ہفت تک کی رسائی ہے جس کے پاس
کل انبیاء کی ساری کمائی ہے جس کے پاس
حق جسکے پاس حق کی رسائی ہے جسکے پاس
بے پردگی میں ساری خدائی ہے جس کے پاس
با اختیار اتنی ہے بنت علیؑ کی ذات
جس نے بچایا دین کو وہ ہے اسی کی ذات

جب قافلہ رواں ہوا کرب و بلا سے آہ
زینبؑ نے غمزدوں کو دیئے ہیں دلا سے آہ
بچوں کو وہ بچاتی تھی تپتی ہوا سے آہ
شکوہ کیا نہ رنج و الم میں خدا سے آہ
مشکل میں دینِ حق کی نگہبان بن گئی
مظلومیت کی فتح کی پہچان بن گئی

خطبے دیئے وہ راہ میں عالی جناب نے
پایا دوام جن سے خدا کی کتاب نے
کتنا اثر دکھایا ہے اس کے خطاب نے
اس سے جنم لیا ہے نئے انقلاب نے
اس کی گواہی دے گیا وہ شام کا سفر
زینبؑ کا بن گیا سفر اسلام کا سفر

www.syedahnaqvi.com

ایسا سفر کہ جس میں تھے سجادؑ ناتواں
سر ننگے بے پلانوں کے اونٹوں پہ بیبیاں
بے پردگی میں جاتا تھا رانڈوں کا کارواں
بچوں کے سر پہ زینبؑ کبریٰ تھی سائباں
مشکل میں اہلِ حق کی حفاظت کے واسطے
زینبؑ چنی گئی تھی قیادت کے واسطے

کس طرح بھول سکتی ہے زینبؑ دیارِ شام
بے پردگی میں لوگوں کا ہر سمت اژدھام
زنجیر و طوق پہنے تھا سجادؑ سا امام
ظالم کے رو برو کیا عورت نے وہ قیام
تنہا بقائے دین کا سامان کر دیا
زینبؑ نے کائنات پر احسان کر دیا

مجبور تھی جھکی نہیں ظالم کے سامنے
اس کو خراج فتح دیا تھا عوام نے
دے دی شکست ظلم کو اس کے کلام نے
اس کا جلال دیکھ لیا اہلِ شام نے
پھر پھر کے بے ردائی میں بلوائے عام میں
بیٹی علیؑ کی آ گئی دربار شام میں

بولا یزید حق نے کیا مجھ کو سرفراز
تم کو کیا ہے پست دیا مجھ کو امتیاز
تم کو بڑائی کا نہیں حاصل کوئی جواز
بخشا ہے حق نے مجھ کو خلافت کا فخر و ناز
یہ منظر، آج خاص ہوں یا عام دیکھ لیں
بیعت نہ کی جنہوں نے وہ انجام دیکھ لیں

عزت ملی ہے حق سے مجھے اس لڑائی میں
کہنا ہو کچھ تمہیں تو کہو اب صفائی میں
بیعت ہی کرنا اب ہے تمہاری بھلائی میں
پوچھے گا کوئی تم کو نہ ساری خدائی میں
توقیر کی ہے اب نہ شرافت کی بات ہے
اس وقت اس جہان میں طاقت کی بات ہے

ضد سے اٹھا چکی ہو جو نقصان دیکھ لو
بے کس ہو تم میں وقت کا سلطان دیکھ لو
کیا ہے تمہاری زیست کا سامان دیکھ لو
بیعت کرو تو میں ہوں نگہبان دیکھ لو
طاعت کرو میری تو یہی ہے بھلے کی بات
اس قید و بند سے تمہیں مل جائے گی نجات

اللہ کا کرم کہ ہوا ہوں میں کامیاب
نازل ہوا تمہارے سروں پہ کڑا عذاب
طاقت کا میری تم نہیں دے پاؤ گی جواب
میرے مخالفین کا خانہ ہوا خراب
عبرت جو چاہو اپنے لٹے گھر کو دیکھ لو
جو جسم سے جدا ہوا اس سر کو دیکھ لو

سن کر یہ آئی غیظ میں زینبؑ جگر فگار
بولی سنبھال اپنی زباں اے فریب کار
کس بات پر غرور تو کرتا ہے نابکار
نسلوں پہ تیری پڑ کے رہے گی خدا کی مار
تیر و تبر سے تیغ سے لشکر کے شور سے
کب ہم نے خوف کھایا ہے طاقت کے زور سے

www.syedahmaqvi.com

تو کیا ہے اور کیا یہ ترا اقتدار ہے
بندوں کی دیکھ بھال کو پروردگار ہے
اب چند روز ہی کا ترا اختیار ہے
اور پھر ترے نصیب میں دوزخ کی نار ہے
پروانہ تجھ کو دیں کی نہ قرآں سے واسطہ
اب بے نقاب کرنا تجھے فرض ہے مرا

اب کیا تری مجال کرے اس طرح کلام
ہم وہ ہیں جن کو حق نے دیا ہے بڑا مقام
تجھکو نہیں ہے آل نبی کا بھی احترام
تو کامیاب ہے یہ ترا ہے خیال خام
خطرہ نہیں ببول سے غنچوں کو پھول کو
تو کون جو بدل دے خدا کے اصول کو

ناپاک تو ہے تیرے ارادے کہاں ہیں پاک
ہم سب نجوم عرش ہیں تو ہے غلیظ خاک
ہو جائے گا نظام ستم تیرا جلد پاک
میں دیکھتی ہوں قسمت اسلام تابناک
فکرِ بنو امیہؓ کا حامل یزید ہے
تو بھی پلید تیرا نسب بھی پلید ہے

تیرا خیال ہے کہ ہوا ہے تو کامیاب
ذرات سے چھپا ہے کہیں روئے آفتاب
ہے تیرے انتظار میں اللہ کا عذاب
ہے دور روزِ حشر تو دے گا یہیں حساب
اب فکر کر کہ دن ترے تھوڑے ہیں اے لعین
تجھکو پناہ بھی نہ ملے گی سرِ زمین

www.syedahmadnaqvi.com

حق نے ہمارے گھر میں اتارا کتاب کو
ہم پر دُرود پڑھتی ہے دنیا ثواب کو
دشمن بھی جانتا ہے یہاں بوترابؑ کو
کوئی نہیں جو روک لے تیرے عذاب کو
دینِ خدا کی آل ہی سے زیب وزین ہے
اب تری موت کیلئے نام حسینؑ ہے

بیٹھے ہوں اس طرح پس پردہ ترے حرم
ناموس مصطفیٰ سرِ دربار، ہے ستم
ہے آل مصطفیٰ ہی پہ اللہ کا کرم
نیزوں پہ ان کے سر ہیں تو اس کا نہیں ہے غم
خیمے جلیں، ردا چھنے، لٹ جائے سارا گھر
ہم وہ ہیں جن کا ظلم کے آگے جھکا نہ سر

ہم وہ ہیں جن کے گھر میں اتارا گیا رسولؐ
بابا علیؑ ہے میرا تو ماں ہے مری بتولؑ
پھر کس طرح سے ہم کریں بیعت تری قبول
کیا خوف سے ترے بھلا ہم چھوڑ دیں اصول
تو یہ سمجھ رہا ہے کہ تو کامیاب ہے
جا تجھ پہ دل سے بھیجنی لعنت ثواب ہے

جو کچھ کیا ہے اس پہ ذرا سوچ اے لعین
برباد کر دیا ہے رسول خدا کا دین
اسلام کے لیے تو بنا مار آستین
قدموں سے تیرے اب ہے نکلنے کو بس زمین
لگتا ہے تو بھی تنگ تھا اپنی حیات سے
بدبو سی آ رہی ہے تری بات بات سے

www.syedahnaqvi.com

ارض و سماء بھی کرتے ہیں اس گھر کا احترام
بس پنجتن کے نام سے باقی ہے سب نظام
ہم میں سے آخری ہے نبی ہم میں سے امام
ہم پر ہوا ہے سن لے نبوت کا اختتام
گر ہم نہ ہوں تو سارا زمانہ ہو دھوپ میں
سایہ ہے عالمین پہ اس گھر کے روپ میں

تو بن کے آج بیٹھ گیا ہے امیرِ شام
تیرا نہیں ہے اپنے قبیلے میں احترام
تجھ سے دکھی خواص ہیں اور تنگ ہے عوام
دیتا نہیں ہے زیب کہ تجھ سے کروں کلام
تو کامیاب بیٹھا ہے اپنے خیال میں
مہلت کا ذکر ہی نہیں تیرے زوال میں

اے کم نسب مقابلہ کرتا ہے آل سے
شجرے کو بھول جاتا ہے میرے خیال سے
ڈرتا تھا تو حسینؑ کے جاہ و جلال سے
لیکن نہ بچ سکے گا تو اپنے زوال سے
ڈھونڈے سے بھی ملے گی نہ تجھ کو اماں کہیں
اک روز ہو گا تو کہیں اور تیری جاں کہیں

تو یہ سمجھ رہا ہے تجھے مل گیا دوام
مارے گئے حسینؑ تو قصہ ہوا تمام
بیٹھی ہے تیری گھات میں بربادیاں تمام
زینبؑ کے اختیار میں ہو گا دیارِ شام
تو ہے یزید حق سے خیانت کا مستحق
ہے اب سے عالمین کی لعنت کا مستحق

www.syedalimaqvi.com

انسانیت کے نام پر دھبہ تیرا وجود
سر کاٹ کر حسینؑ کا کرتا رہا سجود
انسانیت کی توڑ دیں تو نے سبھی قیود
لعنت کا مستحق تو ہے تو ہم پہ ہے درود
اللہ کے رسولؐ کا گھر بار لوٹ کے
جائے گا کس مقام پہ دوزخ سے چھوٹ کے

اب تو تمام عمر بھی کر لے اگر سجود
اے فتنہ گر غلیظ رہے گا ترا وجود
تا حشر سب پڑھینگے مگر آلؑ پر درود
عظمت کی پنجتنؑ کے نہیں کوئی بھی حدود
عالم کا یہ نظام ہمارے ہی دم سے ہے
توقیرِ اہلبیت خدا کے کرم سے ہے

حق نے ہمیں ہی بخشی ہے توقیر کائنات
سب کے لیے بنایا ہمیں باعث نجات
بانٹی ہے ہم نے مردہ دلوں کو نئی حیات
قائم ہمارے خوں سے ہے اسلام کا ثبات
جس گھر کا تذکرہ ہو خدا کی کتاب میں
کیا تیرا قول اس کی فضیلت کے باب میں

تم نے لہو بہایا محمد کے لال کا
اب دور آرہا ہے تمہارے زوال کا
کرنا پڑے گا سامنا اس کے جلال کا
مل جائے گا جواب تمہارے سوال کا
کنبے کو میرے ساہوں مارا ہے بے گناہ
شبیرؑ کا سرتن سے اتارا ہے بے گناہ

اے شامیوں خدا تمہیں پوچھے یہ کیا کیا
تم نے سوار دوش نبی کو ذبح کیا
وعدہ کیا مگر نہیں اس کو وفا کیا
کرب و بلا کے دشت میں محشر بپا کیا
تم نے خیام اہل حرم کو جلا دیا
اور مرثیہ ' آل نبی کو بھلا دیا

اب دل پہ ہاتھ رکھ کے یہ پوچھو ضمیر سے
بچے کو چھ مہینے کے مارا ہے تیر سے
تم ہی بتاؤ دشمنی کیا تھی صغیر سے
تم اس کی سزا پاؤ گے رب کبیر سے
دیتی تھی وہ دھائی کھڑی در کے سامنے
مارا ہے شیر خوار کو مادر کے سامنے

اے شامیوں یہ زینبِ مضطر کا ہے سوال
کس جرم میں حسن کا کیا لال پائمال
ماں جس کی اب بھی کہتی ہے آئے گا میرا
لال
دلہن کے ہاتھ خون کی مہندی سے کیے لال
وہ ظلم ہوا قاتلوں کے اژدھام میں
لائے تھے ٹکڑے لاش کے بھائی خیام میں

برچھی سے مارا تم نے شبیہ رسول کو
پیکان سے ذبح کر دیا اصغر سے پھول کو
دعوت دی تم نے قہر خدا کے نزول کو
دکھ اور پھر سے تم نے دیا ہے بتول کو
روتی ہے بے بسی بھی مقدر کے سامنے
بیٹے کا سر سناں پہ ہے مادر کے سامنے

www.syedahnaqvi.com

العباسؑ

مرثیہ حضرت عباس علیہ السلام

سچ ہے ازل کے دن ہی سے ہے خودغرض بشر
رہتا ہے اس کے نفس پر اغراض کا اثر
حق بات کرنا بھی تو ہے اک فرض معتبر
مخلص ہو دین سے تو ہے انساں بلند تر
دراصل احترام عقیدت کی ہے اساس
ایثار کا یہ جذبہ محبت کی ہے اساس

ایثار کا یہ جذبہ بنا ہے بشر کا ناز
اس سے ہوا ہے نفرت والفت میں امتیاز
اس سے اگر ہو خالی تو بیکار ہے نماز
قربانی انبیا کو بھی کرتی ہے سرفراز
الفت کا اب جہاں میں وہ معیار ہی نہیں
حرص وہوس ہے قلب میں ایثار ہی نہیں

ایثار کا زمانے میں جذبہ نہیں رہا
دعویٰ ہے اور وفا کا قرینہ نہیں رہا
اب ایک دوسرے پہ بھروسا نہیں رہا
کوئی بشر کسی کا سہارا نہیں رہا
حرکت یہ کرتے پھرتے ہیں انسان کی طرح
لیکن رویّے رکھتے ہیں حیوان کی طرح

جس میں اگر یہ خصلت ایثار ہی نہیں
پھر وہ محبتوں کا سزا وار ہی نہیں
غفلت میں اس کی روح ہے بیدار ہی نہیں
سب کچھ سہی مگر وہ وفا دار ہی نہیں
ہر شخص کا ہے دعویٰ محبت کا دیکھ لو
ہر تن پہ ہے لبادہ شرافت کا دیکھ لو

www.syedahmadnaqvi.com

اپنی ہی زندگی میں ہے اب مست آدمی
دولت کے ساتھ ہوگیا پیوست آدمی
ایثار سے ہوا ہے تہی دست آدمی
الفت سے دور تر ہے سرِ دست آدمی
حق کب ملے گا آج تمہیں معتبر کے پاس
اب تو نہیں ہے شر کے سوا کچھ بشر کے پاس

آنکھیں اسی طرح ہیں مگر وہ نظر نہیں
عالم برائے نام ہے وہ معتبر نہیں
دعویٰ حمیتوں کا ہے اس کا اثر نہیں
ایثار دور فرض کی اپنے خبر نہیں
یہ دور آ گیا ہے انوکھے نظام کا
ملتا نہیں جواب کسی سے سلام کا

ایثار کی جہان میں دولت نہیں رہی
دعوے بہت ہیں اصل محبت نہیں رہی
انساں کے خون کی بھی وہ قیمت نہیں رہی
ظالم سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں رہی
اب آدمی مشین ہے میرے خیال میں
یہ پھنس گیا ہے دولت دنیا کے جال میں

جنسِ وفا میں ہوگئی معیار کی کمی
نفرت کا بیج بن گئی ایثار کی کمی
ایثار کی کمی سے ہے کردار کی کمی
ظاہر ہوئی ہے حبِّ علمدارؑ کی کمی
دوری حسینیت سے تباہی میں ڈھل گئی
تصویرِ خُلق نارِ یزیدی میں جل گئی

www.syedahnaqvi.com

عالم میں ہے خلوص کا ایثار راستہ
ایثار کے عروج ہی کا نام ہے وفا
معراج خُلق ہی کا نمونہ ہے کربلا
دشت وفا سے مل گئی ایثار کو جلا
قربانیوں کا دشت میں معیار مل گیا
اور لشکرِ وفا کو علمدار مل گیا

رسم وفا میں بات ڈھلی کربلا کے بعد
ایثار کی یہ شمع جلی کربلا کے بعد
عباسؑ ہیں مثال علیؑ کربلا کے بعد
جن سے وفا کی ریت چلی کربلا کے بعد
مظلوم دو جہاں کو سکندر بنا دیا
عباسؑ نے وفا کا مقدر بنا دیا

عباسؑ ہی سے دہر میں آرائشِ وفا
ان کا عمل تمام وفا کا ہے آئینہ
شانے کٹا کے لے لیا جنت کا راستہ
ان کے عمل سے دینِ خدا کو ملی بقا
عباسؑ وہ خلوص کا پیکر کہیں جسے
شیر خدا کی ذات کا جوہر کہیں جسے

عباسؑ تاجدار وفا جلوۂ جلی
اخلاص کا وفاؤں کا ایثار کا ولی
عباسؑ لے کے تیغ جو چل دے تو ہے علیؑ
اس کے عمل سے شمعِ خلوص و وفا جلی
یہ بھی تو معجزہ ہے پیمبرؐ کی آل کا
قائم علم ہے آج بھی حیدرؑ کے لال کا

عباس وہ جری ہے جسے دیکھ کر عدو
کرتا ہے اپنے مرنے کی میداں میں آرزو
تھی کربلا میں جسکو شہادت کی جستجو
جس کا لب فرات گرا خاک پر لہو
جس نے خلیلی خواب کو تعبیر بخش دی
نام وفا کو دشت میں توقیر بخش دی

پانی کے ساتھ جس نے لہو بھی بہا دیا
عباس نے وفا کا قرینہ سکھا دیا
ہر مفلس جہاں کو تو نگر بنا دیا
قطرے کو معجزے سے سمندر بنا دیا
باطل کی مومنوں سے کدورت ہے آج بھی
عباس کے عمل کی ضرورت ہے آج بھی

www.syedahmaqvi.com

عباسؑ فاطمہؑ کی دعاؤں کا ہے اثر
عباس کی اماں میں رہا فاطمہؑ کا گھر
منصب گئے تھے حیدر کرار سونپ کر
بازو کٹے جدا ہوا دریا پہ تن سے سر
انسان کو دوام ملا کربلا کے بعد
معراج ہے وفا کی اسی باوفا کے بعد

گھر سے چلے حسینؑ تو ان پر تھا اعتبار
ان کے وجود سے دل زینبؑ کو تھا قرار
ان ہی کے دم قدم سے اُخوت کا تھا مدار
عباسؑ پر ہی آل نبیؐ کا تھا انحصار
کرب وبلا میں آن کے سردار ہوگئے
عباسؑ فوج حق کے علمدار ہوگئے

www.syedahmaqvi.com

عباسؑ نے سکینہؑ کو حق سے کیا طلب
تھی زندگی بھتیجی کی عباسؑ کے سبب
بچے جو تین روز سے پیاسے تھے روزوشب
بالی سکینہؑ ان سے تھی کہتی بہ امرِ رب
کچھ دیر صبر کرلو ابھی آئیں گے چچا
پانی کی مشک نہر سے پھرلائیں گے چچا

خیمے میں ہے سکینہؑ تو عباسؑ اس طرف
امید اس طرف ہے تو احساس اس طرف
بچوں کی تشنگی پہ ہے وسواس اس طرف
اِک آس اِس طرف ہے تو اِک آس اُس طرف
شبیر درد و ہجر کی صورت بنائے ہیں
اذنِ جہاد کے لئے عباس آئے ہیں

ہتھیاروں سے ہے لیس علمدارؑ باوقار
ہے اذن جنگ کے لیے عباسؑ بیقرار
سرگوشیاں ہیں فوج میں محتاط ہوشیار
بس جنگ کے ہے اذن کا غازیؑ کو انتظار

شیر خدا کا شیر ہے غصے میں ہے بھرا
ہے ہاتھ اس کا قبضۂ شمشیر پر دھرا

غازی نے سر جھکا کے ادب سے کیا کلام
اب اور ضبط کا نہیں یارا مرے امام
دیں اذن اب جہاد کا بے تاب ہے غلام
فوج یزید آگئی بڑھ کر سوئے خیام

اب اور صبر و ضبط کا یارا نہیں رہا
ان سے جہاد کے سوا چارہ نہیں رہا

www.syedahmaqvi.com

بولے حسینؑ تم سے ہے ہم سب کا افتخار
تم سے ہی ہے سپاہ حسینی کا ایک وقار
زیر علم ہی زینبؑ کبریٰ کو ہے قرار
عباسؑ تم سے باقی ہے پردے کا اعتبار

پردیس میں جہاں سے گزرنے کے واسطے
کس طرح بھیج دوں تمہیں مرنے کے واسطے

کب تاب چوں چرا کی تھی حکم امام میں
سر کو جھکا کے آگئے غازیؑ خیام میں
دیکھا کہ ہے سکینہؑ کھڑی احترام میں
گویائی کی بھی تاب نہیں تشنہ کام میں

ہتھیار اپنے تن پہ چچا نے سجائے ہیں
شاید یہ پانی سب کے لئے لے کے آئے ہیں

عباسؑ نے اٹھا کے اسے گود میں کہا
اذن جہاد شاہ امم سے نہ لے سکا
تم ہی بتاؤ کیا کرے مجبور ہے چچا
اب سب کی پیاس کا کوئی ساماں کرے خدا
اب اتنا ایک فرض سکینہؑ ادا کرو
بیٹی چچا کے واسطے تم بھی دعا کرو

یہ سن کے وہ گئی پس پردہ جگر فگار
اک خالی مشک ہاتھوں میں لے آئی سوگوار
پھر بولی عموؑ پیاس سے بچے ہیں بیقرار
اذن جہاد پر تو نہیں کوئی اختیار
لے جائیں خشک مشک علی کے پسر کے پاس
اب اذنِ آب کے لیے جائیں پدر کے پاس

www.syedahmaqvi.com

اصغرؑ پڑا ہے پیاس سے بے حال جایئے
پانی سے بھر کے مشک مری جلد لایئے
پیاسے ہیں تین روز سے پانی پلایئے
اپنا یہ فرض آج چچا جاں نبھایئے
بدحال پیاس سے ہیں انہیں آب دیجیے
اصغرؑ کا واسطہ انہیں سیراب کیجیے

عباسؑ نکلے خیمے سے پھر چشم نم کے ساتھ
شبیرؑ کی طرف گئے مشک و علم کے ساتھ
عباسؑ جا رہے ہیں حسینی بھرم کے ساتھ
اور خواہش جہاد ہے اہل ستم کے ساتھ
کی عرض شہ سے خشک ہیں حلقوم پیاس سے
غش میں پڑے ہیں اصغرؑ معصوم پیاس سے

یا شاہ اذن دے دیں اگر اس غلام کو
سیراب آج کردوں ہر اک تشنہ کام کو
دریا کو چھین کر میں الٹ دوں نظام کو
ترسیں گے پھر عدو ترے پانی کے نام کو
پیاسوں کا مجھکو فرض حفاظت عطا کریں
مشکیزہ بھر کے لاؤں اجازت عطا کریں

بولے حسینؑ پانی پہ بچوں کی ہے نظر
دست وفا ہے قبضۂ شمشیر پر مگر
جاؤ سوئے فرات فقط نیزہ تان کر
دنیا کرے گی رشک تمھارے جلال پر
جانے لگا غیور جو تیغوں کی چھاؤں میں
تلوار رکھ دی کھول کے مولا کے پاؤں میں

غازی ہوا روانہ لئے مشک اور علم
ظالم پکارے جائیں گے اب ہم سوئے عدم
زینب کو یاد آگئے بابا کے دم قدم
دریا کی موجیں رک گئیں دہشت سے ایک دم
بولے عدو کہ سامنے اب موت آگئی
عباس کے وجود سے ہیبت سما گئی

دریا کی سمت چلتے ہوئے وہ تھا دبدبہ
ساحل کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگی سبھی سپاہ
پھیلا کے ہاتھ بچوں نے خیموں میں کی دعا
رکھنا ہمارے سقے کو قائم تو اے خدا
قبضہ کیا فرات پہ تنہا ہی شیر نے
چاروں طرف سے فوج لگی ان کو گھیرنے

غازیؑ نے راہوار سے پھر یہ کیا کلام
تو پی لے تین دن سے ہے تو بھی تو تشنہ کام
ہم پر تو بن سکینہؑ کے پانی ہوا حرام
خیمے میں تشنہ بیٹھی ہیں زینبؑ فلک مقام
غازیؑ نے اپنا پاؤں نکالا رکاب سے
مشک سکینہ بھر لی بڑی آب وتاب سے

بھر کر چلے جو مشک تو اُمڈی سپاہ شام
میدان میں چمکنے لگیں برچھیاں تمام
دریا کنارے ہوگیا فوجوں کا اژدہام
اک دوسرے سے کرنے لگے موت کا کلام
پانی سے پُر یہ مشک جو پہنچی خیام میں
ہوں گے نہ ہم معاف یزیدی نظام میں

www.syedahmaqvi.com

یہ سن کے فوج شام نے حملہ بڑا کیا
لشکر کا اس دلیر نے خود سامنا کیا
غازیؑ نے ایک نیزے سے محشر بپا کیا
سونپا گیا جو فرض تھا اس کو ادا کیا
حملے کا جب جواب دیا اس دلیر نے
ساحل پہ موت آ گئی لشکر کو گھیرنے

ہر سمت الاماں کی صدا ہوگئی بلند
خون عدو تھا نیزے کو کچھ اس قدر پسند
آ جائے اس طرف نہ عدو سب تھے فکر مند
عباسؑ کی تھی مٹھی میں لشکر کی جان بند
غازیؑ سے خوف کھاتے تھے گھبراتے تھے لعیں
میدان چھوڑ چھوڑ کے سب جاتے تھے لعیں

حملے کا شیر کرتا تھا آغاز اُس طرف
جسموں سے روح کرتی تھی پرواز اِس طرف
ضربِ علیؑ کا ہوتا تھا انداز اس طرف
آتی تھی الامان کی آواز اس طرف
دشمن ڈرے تھے نائب دلدل سوار سے
بے روح جسم ہوتے تھے غازیؑ کے وار سے

غازی یہ چاہتا تھا کہ فوراً علم کے ساتھ
ہو جلد مشک خیمے میں حق کے کرم کے ساتھ
تاخیر ہو نہ جنگ میں اہلِ ستم کے ساتھ
پانی پیئے سکینہ بھی اہلِ حرم کے ساتھ
تیروں کے مینہ میں مشک پہ جھک جاتا تھا جری
جوہر علیؑ کے خون کے دکھلاتا تھا جری

تیر و تبر سے مشک بچاتا تھا شہسوار
گھوڑا سوئے خیام اڑاتا تھا شہسوار
جوہر علیؑ کے خوں کے دکھاتا تھا شہسوار
دراصل کیا وفا ہے بتاتا تھا شہسوار
مشکیزے کی تھی فکر فقط اس دلیر کو
اب جنگ سے غرض نہ تھی حیدرؑ کے شیر کو

بیٹھا تھا اک لعین چھپا انتظار میں
بازو کیا بدن سے جدا ایک وار میں
بکھرا لہو دلیر کا اس ریگزار میں
اَب بھی بچانا مشک جو تھا اختیار میں
محروم غازی ہوگیا جب دائیں ہاتھ سے
مشکیزہ اس نے تھام لیا بائیں ہاتھ سے

سنبھلا نہیں تھا شیر ہوا ایک اور وار
محروم اب تھا دوسرے بازو سے شہسوار
پانی کی مشک پر نہ رہا کوئی اختیار
پھر بھی نہ مضطرب ہوا عباسؑ ذی وقار
نظروں کے سامنے جو تھے خیمے امام کے
گھوڑا بھگایا مشک کو دانتوں میں تھام کے

نیزے کہیں تو جسم پہ برچھی کہیں پہ کھائی
پر مشک اپنی تیروں سے عباسؑ نے بچائی
خواہش یہ تھی نہ پیاسا رہے کربلا میں بھائی
بچ جائے ریگزار میں زھراؑ کی سب کمائی
آنکھوں کو بند کر کے دعا کرتے تھے جناب
زخموں سے چور ہو کے وفا کرتے تھے جناب

ناگاہ ایک تیر لگا آ کے مشک پر
پانی سے اور لہو سے ہوا جسم تر بہ تر
بچے دعائیں مانگ رہے تھے بہ چشم تر
غازیؑ نے گھوڑا موڑ لیا بس جھکا کے سر
سر پر لگا جو گرز تو چکرا گیا جری
اور زین سے زمیں کی طرف آ گیا جری

اک ٹیلے سے حسینؑ نے دیکھا یہ ماجرا
چلائے، کیا ہوا مرے عباس کیا ہوا
اس نے نہیں پکارا مدد کو وہ گر گیا
دیکھوں میں کس نظر سے یہ دلدوز سانحہ
آواز دی حسینؑ نے امداد یا علیؑ
سُن لیجئے بس اب مری فریاد یا علیؑ

www.syedahmadnaqvi.com

پکڑے ہوئے کمر چلے جاتے تھے شاہ دیں
آنکھوں سے اپنی اشک بہاتے تھے شاہ دیں
ریتی سے قطع ہاتھ اٹھاتے تھے شاہ دیں
دریا کو پھر یہ بات سناتے تھے شاہ دیں
بھیجا تھا مشک دے کے ترے پاس کیا ہوا
پانی جو لینے آیا تھا عباسؑ کیا ہوا

پھر کہتے تھے کہ بات کرو مجھ سے میرے بھائی
پانی گئے تھے لینے بہت دیر کیوں لگائی
لگتا ہے کربلا میں میری لٹ گئی کمائی
عباسؑ کی صدا سرِ دریا سے پھر یہ آئی
شرمندہ ہوں امام خدا حافظ و نصیر
جاتا ہے یہ غلام خدا حافظ و نصیر

www.syedahmaqvi.com

جس وقت پہنچے لاشِ علمدارؑ پر حسینؑ
دیکھا کہ خوں میں غلطاں ہے حیدرؑ کا نورِ عین
لپٹا کے اپنے سینے سے کرنے لگے یہ بین
آنکھیں تو کھولو آئے مرے دل کو کچھ تو چین
کہتے تھے آنکھ کھولو کہ آیا تمہارا بھائی
اور کچھ تو منہ سے بولو کہ آیا تمہارا بھائی

بولے فلک کو دیکھ کے یہ شاہِ کربلاؑ
راضی ہوں میں اسی پہ جو مولا کی ہے رضا
یارب نہ مجھ سے چھین یہ حیدرؑ کا آئینہ
زینبؑ کہاں سے لائے گی اس غم کا حوصلہ
یارب نہ چھین مجھ سے مرا ضوفشاں قمر
لوٹا دے آج مجھ کو مری طاقتِ کمر

عباسؑ نے جو غش میں سنا کلمہ حسینؑ
دیکھا کہ پاس آیا ہے زہراؑ کے دل کا چین
فرمایا مجھ کو بخش دیں حیدر کے نور عین
زینب کہیں نہ خیمے میں کرنے لگی ہو بین
زحمت نہ ہو تو کیجئے بس ایک میرا کام
قدموں پہ اپنے سر مرا رکھ دیں مرے امام

شبیر بولے حد ہے غلامی کی اے دلیر
سارا جہان کہتا ہے تم کو علی کا شیر
تم تو زبر رہے ہو ہمیشہ ہوئے نہ زیر
اب مجھ کو چھوڑے جاتے ہو قسمت کا ہے یہ پھیر
لگ جاؤ میرے سینے سے جاؤ نہ ہم سے دور
بھائی کو بھائی کہہ کے پکارو مرے غیور

www.syedahmnaqvi.com

غازی نے گڑگڑا کے کہا میری کیا مجال
میں جانتا ہوں آپ ہی ہیں فاطمہ کے لال
ہو آپ سے مقابلہ کوئی نہیں سوال
زہراؑ کے آفتاب کو آتا نہیں زوال
مجھ کو خدا نے شکر ہے سقا بنا دیا
افسوس ہے بھتیجی کو پانی نہ لا سکا

مولا جو آپ لوٹ کے خیموں کی سمت جائیں
سقائی کی یہ کوششیں بچوں کو مت بتائیں
مشکیزہ خون سے بھرا بچی کو مت دکھائیں
لے جا کے یہ علم میری ہمشیر کو تھمائیں
وعدہ کریں کہ دم نہیں باقی غلام میں
مولا نہ لے کے لاش کو جائیں خیام میں

گر ہو سکے تو قبر سرِ نہر ہی بنائیں
لاشہ مرا سکینہؑ کمسن کو مت دکھائیں
عابدؑ کو جا کے بس یہ وصیت مری سنائیں
زینبؑ کے ساتھ بارِ علمداری وہ اٹھائیں
جاتا ہے یہ غلام خدا حافظ اے حسینؑ
عباسؑ کے امام خدا حافظ اے حسینؑ

اتنے میں آہ موت کی ہچکی انہیں لگی
غازیؑ کے روئے پاک پہ زردی بکھر گئی
پھر باوفا کی جاں سوئے خلدِ بریں چلی
خیمے کے در سے بالی سکینہؑ پکار اٹھی
دریا پہ نصب ہو گیا عباسؑ کا علم
بابا بھی رو رہے ہیں یہ ٹوٹا ہے کیا ستم

www.syedahnaqvi.com

عباسؑ کا علم سرِ دریا ہے کیوں گرا
یہ نہرِ علقمہ پہ ہے رونے کی کیوں صدا
عمامہ سر سے سید والا کے گر پڑا
مشکیزہ شہ کے ہاتھ میں ہے خون سے بھرا
دادا علیؑ کو شہ نے پکارا فرات پر
لگتا ہے میرے سقے کو مارا فرات پر

دیکھو سوئے خیام چلے آتے ہیں حسینؑ
اکبرؑ سنبھالتے ہیں تو گر جاتے ہیں حسینؑ
مشک و علم بھی خوں سے بھرا لاتے ہیں حسینؑ
پھر اپنی لاڈلی سے یہ فرماتے ہیں حسینؑ
پانی کا ہو سکے گا نہ سامان ہائے ہائے
دریا پہ سو گئے ہیں چچا جان ہائے ہائے

وہ بولی مشک پر ہے لگا کس کا یہ لہو
ہنستے ہیں کس کی موت پہ دریا پہ سب عدو
مشک و علم کی پھیلی ہے خوشبو بھی چارسو
ہم کو ستا رہے ہیں مسلسل یہ حیلہ جو
اس کربلا نے ہم کو ہیں صدمے بہت دے
عمو سے جا رہی ہوں ملاقات کے لئے

یہ کہہ کہ دوڑی نہر کی جانب وہ سوگوار
معصوم کہہ رہی تھی کہ عمو کے میں نثار
اس دشت میں حسینؑ کا ہے کون غمگسار
پانی کا اب نہیں ہے چچا مجھ کو انتظار
تم ہو چچا کہاں یہ بھتیجی بلاتی ہے
ملنے کو اب سکینہؑ سرِ نہر آتی ہے

www.syedahnaqvi.com

روکا جو شاہ دیں نے گری فرش خاک پر
گودی میں لے کے کہنے لگے یوں بچشم تر
فرمایا اے سکینہؑ تمہیں کچھ ہے یہ خبر
ہنگام عصر کاٹیں گے خنجر سے میرا سر
چادر لٹے گی خیمے جلیں گے بوقت شام
ہم بھی جہاں سے کوچ کریں گے بوقت شام

مرثیہ حضرت علی اکبرؑ

ماں باپ کی دعاؤں کا اولاد ہے ثمر
پڑتا ہے ماند سامنے اولاد کے قمر
ان کی پسر کے چہرے سے ہٹتی نہیں نظر
ڈھارس پدر کی بنتا ہے ہر نوجواں پسر
بچپن کے بعد ہوتی ہے اولاد جب جواں
ارمان ان کے بیاہ کے رکھتی ہے دل میں ماں

اولاد والدین کی ہوتی ہے زیب و زین
بیٹا سکون دل کا تو بیٹی ہے نور عین
کڑیل جواں پسر ہوا کرتا ہے دل کا چین
بچوں کو ساتھ لے کے گئے دشت میں حسینؑ
جنگل میں چھ مہینے کا اصغرؑ بھی ساتھ ہے
ڈھارس پدر کی نوجواں اکبر بھی ساتھ ہے

www.syedahmaqvi.com

جس کا پدر ہو خلق میں سلطان کائنات
اور پرورش میں جس کی ہو بنت علیؑ کا ہاتھ
ہو ہوبہو رسولؐ کی مانند جس کی ذات
بن جائے اس کے واسطے پھر موت بھی حیات
جس کی رگوں میں خون ہو حیدرؑ کے لال کا
وہ نوجوان ہو گا بہادر کمال کا

آغوش میں حسینؑ کی جو نوجواں پلے
گھر میں رسولؐ پاک کے جو پھولے اور پھلے
انگلی پکڑ کے حضرت عباسؑ کی چلے
سیکھے وہ جنگ پرچمِ عباسؑ کے تلے
عالم میں جو نبی کی طرح باوقار ہو
اس نوجواں پہ کیوں نہ امامت نثار ہو

www.syedahmnaqvi.com

چہرے سے جس کے پھوٹتا ہو انبیاء کا نور
اتنا حسین جس پہ کرے حُسن خود غرور
جس کا وجود سید لولاک کا ظہور
ایسا پسر حسینؑ سے ہو جائے آہ دور
کیونکر نہ جائیں پھر وہ پسر کی تلاش کو
ڈر ہے کہ دیکھ لیں نہ کہیں اس کی لاش کو

اسلام کا وقار ہے کربل کا یہ جواں
محفوظ اس کے لحن میں ہے آج بھی اذاں
اکبر کی رہبری میں ہے امت کا کارواں
باطل کو کر گیا ہے پریشاں یہ نوجواں
کربل میں مثل ناطق قرآن بن گیا
شکل نبی میں دین کی پہچان بن گیا

مقتل گواہی دیتا ہے شاہد ہے ریگزار
لیلیٰؑ کا بن گیا پسر اسلام کا وقار
دامن یزیدیت کا کیا جس نے تار تار
تھا قتل گہ میں جس کا شہادت کو انتظار
اکبر ہے عکس نور نبیؐ کے جمال کا
یہ شیر آئینہ ہے علیؑ کے جلال کا

جس کی رگوں میں دوڑ رہا ہو علی کا خون
وہ کس طرح سے لینے دے باطل کو پھر سکون
پھر کیوں نہ اس کی ذات ہو اسلام کا ستون
اس سے لڑے جو شخص ہے وہ پیکرِ جنون
یہ آئینہ نبی کا ہے اپنی صفات میں
لغزش نہیں ہے پاؤں میں جس کی حیات میں

www.syedahmaqvi.com

مہتاب رشک کرتا ہے جس کے جمال پر
لرزہ ہے فوج دشت میں جس کے جلال پر
کتنا یقین ہے اسے زہراء کے لال پر
سجدہ کیا ہے شکر کا مقتل کے حال پر
باطل کے سامنے تو یہی حق کی بات ہے
ایمان کل کا کل علی اکبرؑ کے ساتھ ہے

دیکھا نہ چرخ نے نہ ملے گا سرزمین
اکبرؑ کو جتنا شہ کی صداقت پہ تھا یقین
ظالم کے سامنے نہ جھکائی کبھی جبین
نیزوں سے آزماتے رہے دشت میں لعین
کڑیل جواں نے دین کی تقدیر دی بدل
خوابِ یزیدِ وقت کی تعبیر دی بدل

گونجی جو عالمین میں عاشور کو اذاں
ششدر زمین رہ گئی حیران آسماں
مبہوت ہو کے رہ گیا باطل کا کارواں
ظالم کی نوجواں نے بکھیری ہیں دھجیاں
پژمردہ دین اس سے نئی روح پا گیا
کڑیل جواں اذاں کا مقدر بنا گیا

اکبر نے اپنے خون سے مقتل سجا دیا
اس نوجوان نے دشت کو جنت بنا دیا
ظالم کو اپنے صبر سے نیچا دکھا دیا
مرگ جواں نے خون کے آنسو رلا دیا
ہم سب کو روز حشر سفارش کی آس ہے
کنجی مری نجات کی اکبرؑ کے پاس ہے

www.syedalbaqiree.com

عاشور کو جو شہ کے مددگار جا چکے
عباسؑ بھی فرات پہ شانے کٹا چکے
زینبؑ کے لال فرض عقیدت نبھا چکے
قاسمؑ کے ٹکڑے چن کے شہِ دیں اٹھا چکے
اکبرؑ یہ بولے جھک کے شہِ خوشخصال سے
اذن جہاد چاہیے زہراؑ کے لال سے

یہ سن کے شاہ دیں کا جگر تھرتھرا گیا
مولا کا ہاتھ شانۂ اکبرؑ پہ آ گیا
آنسو ٹپک کے آنکھ سے حالت بتا گیا
ڈرتے تھے جس سے شاہ وہی وقت آ گیا
لیلیٰؑ کے نورِ چشم سے زینبؑ کی جان سے
حیران تھے کہ کیا کہیں کڑیل جوان سے

بولے حسینؑ سن مرے غمخوار میرے لال
ہیں میرے مارے جانے کے آثار میرے لال
ہوتی ہے تیز شمر کی تلوار میرے لال
مارا گیا ہے میرا علمدار میرے لال
باقی رہا نہ زورِ کمر اے مرے پسر
سونپوں گا کس کو اپنا یہ گھر اے مرے پسر

اکبر نے سر جھکا کے کہا اے مرے امام
وارث یہی حرم کے ہیں سجادؑ تشنہ کام
چشمِ کرم کا دشت میں طالب ہے یہ غلام
اب کیجیے قبول مرا آخری سلام
سب جا چکے ہیں کوئی ہمارا نہیں رہا
بابا ہمیں بھی ضبط کا یارا نہیں رہا

بولے حسینؑ مَیں بھی ہوں پل بھر کا مہماں
رخصت پسر کی باپ پہ ہے کس قدر گراں
تیرے لہو کا پیاسا ہے انبوہِ دشمناں
احسان باپ پر کرو اتنا سا میری جاں
خیمے میں جا کے زینبؑ عالی سے پوچھ لو
اٹھارہ سال پالنے والی سے پوچھ لو

جب جنگ کے لئے چلا شبیر کا پسر
کربل میں جلوہ بار ہوا شاہ کا قمر
اتنا حسین چہرے سے ہٹتی نہ تھی نظر
ہم صورت نبیؐ سے جدائی کا تھا اثر
اٹھتے تھے بیٹھتے تھے لرز جاتے تھے حسینؑ
غم سے بہت نڈھال نظر آتے تھے حسینؑ

آمد ہوئی جو شیر کی محشر ہوا بپا
اکبرؑ کی شان دیکھ کے ششدر تھے اشقیاء
لوگوں کو یاد آگئے سلطانِ انبیاء
سرگوشیوں میں لگ گیا وہ لشکرِ جفا
کس گھر کا یہ چراغ ہے کس ماں کا لال ہے
کڑیل جوان حُسن میں اپنی مثال ہے

کہتا تھا کوئی بھیج دیا نور عین کو
دیکھو کوئی ملا نہ شہِ مشرقین کو
اس کا ذرا خیال نہ آیا حسینؑ کو
ترسے گی اس جوان کی ماں دل کے چین کو
انوار کا ہجوم ہے اس کی جبین پر
اُترا ہے چاند کرب و بلا کی زمین پر

www.syedahnaqvi.com

تن کر کھڑا ہوا یہ دلاور ہے دیکھئے
اس کے مقابلے میں یہ لشکر ہے دیکھئے
یہ ہو بہو شبیہ پیمبر ہے دیکھئے
عمامۂ رسول بھی سر پر ہے دیکھئے
حیران ہے زمین تو ششدر ہے آسماں
مقتل میں ایسی شان سے آیا ہے نوجواں

چہرے پہ اس کے نور ہے مانند آفتاب
دیکھو تو نوجواں کا قیامت کا ہے شباب
ہے گلشن رسول کا اک قیمتی گلاب
پر کیا کریں کہ اب ہمیں لڑنا بھی ہے شتاب
دنیا میں جی نہ پائیں گے دل کے سکون سے
گر ہم نے اپنے ہاتھ رنگے اس کے خون سے

اتنے میں بڑھ کے آ گیا لشکر کی سمت شیر
اک ایک کر کے کرنے لگا شامیوں کو زیر
سر کٹ رہے تھے لاشوں کے تھے ہر قدم پہ ڈھیر
بھاگے لعین جنگ سے منہ اپنا پھیر پھیر
لاحق تھی فکر لشکر باطل کو جان کی
اللہ رے غضب تھی لڑائی جوان کی

تلوار لے کے بڑھتا تھا جس سمت نوجوان
آتی تھی اس طرف سے صدا ہائے الاماں
مٹ جاتا تھا وہاں سے لعینوں کا ہر نشاں
ہتھیار پھینک کے کرتے تھے سب فغاں
اکبرؑ سے جنگ کرنے سے گھبراتے تھے لعین
اک دوسرے کو دیکھ کے شرماتے تھے لعین

www.syedahmadnaqvi.com

کچھ ایسی جنگ کرتا تھا زینبؑ کا لاڈلا
میدان جنگ اٹ گیا لاشوں سے جا بجا
ہر سمت تھی لعینوں کی فریاد کی صدا
جھولی اٹھا کے خیمے میں دیتی تھی ماں دُعا
اکبرؑ کو دشمنوں سے بچا لے خدائے پاک
کڑیل جوان تیرے حوالے خدائے پاک

وہ جنگ کی شبیہ پیمبر نے تشنہ لب
تلوار تھی کہ فوج پہ اللہ کا غضب
اوندھے پڑے تھے خاک پہ ملعون جاں بلب
ملتا نہ تھا کئی کا تو مرنے کا بھی سبب
خیمے سے آتی تھی صدا اے شیر مرحبا
کیا خوب دشمنوں کو کیا زیر مرحبا

اس طرح جنگ کرتا تھا شبیرؑ کا پسر
ہوتا تھا دشت لشکر بد کے لہو سے تر
آتا تھا سامنے جو نہ بچتا تھا اس کا سر
تھی شاہ دیں کی اکبرؑ ذیشاں پر نظر
اوجھل نظر سے ہوتے تو جاتا تھا دل کا چین
گھبرا کے ہاتھ ملتے تھے پھر دشت میں حسینؑ

اللہ رے لڑائی وہ حیدرؑ کے لال کی
اکبرؑ نے جنگ دشت میں کر دی کمال کی
تھی ابتداء اسی سے یزیدی زوال کی
اکبرؑ کو تھی خبر دلِ مادر کے حال کی
لاحق یہ فکر تھی کہیں خواہر نہ دیکھ لے
زخمی بدن کو خیمے سے مادر نہ دیکھ لے

www.syedahmaqvi.com

اکبر کو زخمی دیکھ کر اڈی سپاہِ شام
نیزوں کے بیچ گھر گیا زینبؑ کا لالہ فام
کہتے لعیں تھے کام کرو اس کا اب تمام
گھبرا کے اٹھ کھڑے ہوئے شبیر تشنہ کام
آتا نہ تھا قرار شہِ مشرقین کو
کچھ اس قدر تھی فکر پسر کی حسینؑ کو

کھا کر سناں جو رن میں گرا شہ کا نازنیں
کانپا فلک لرزنے لگی دشت کی زمیں
گھبرا کے آئیں رَن کی طرف زینبؑ حزیں
چادر اُلجھ کے گر گئی شبیرؑ کے قریں
کہتی تھی قتل گہہ کی مجھے راہ دو بتا
اکبر ہے کس طرف مجھے لِللّٰہ دو بتا

دیکھا جو شہؑ نے گر گیا گھوڑے سے لالہ فام
پھر دی صدا قبول کریں آخری سلام
مقتل کی سمت دوڑ پڑے شاہ تشنہ کام
کچھ اس قدر ضعیف ہوئے وقت کے امام
بیٹے کا استغاثہ سنائی نہیں دیا
مقتل کا راستہ بھی دکھائی نہیں دیا

کہتے تھے خیر کرنا مرے رب ذوالجلال
اب دشمنوں میں گر گیا گھوڑے سے میرا لال
پھر دیکھ کر وہ نہر سے کرتے تھے یہ سوال
عباسؑ مرے چاند پہ کیا آ گیا زوال؟
اکبرؑ کو دشمنوں سے بچاتے نہیں ہیں آپ
کیوں فرض اپنا آ کے نبھاتے نہیں ہیں آپ

www.syedahmadnaqvi.com

مقتل کو گرتے پڑتے شہِ بحر و بر چلے
بیٹے کو دیکھنے کے لئے نوحہ گر چلے
طاقت نہ تھی بدن میں شہ دیں مگر چلے
میدان سے اٹھانے کو لاش پسر چلے
فرماتے تھے صدا تو سناؤ مرے پسر
تم کس جگہ پڑے ہو بتاؤ مرے پسر

کہتے تھے اپنا حال سناؤ مرے جواں
کس جا ہو تم پدر کو بتاؤ مرے جواں
ہم گر پڑے ہیں آ کے اٹھاؤ مرے جواں
ماں منتظر ہے خیمے میں آؤ مرے جواں
اہلِ حرم کو آ کے ذرا دیکھ بھال لو
اکبرؑ پدر ضعیف ہے آ کر سنبھال لو

آنکھوں سے سوجھتا نہیں مَیں آؤں کس طرح
ہنستے ہیں سب لعین تمہیں پاؤں کس طرح
تم ہی بتاؤ ماں کو مَیں سمجھاؤں کس طرح
گریہ کناں سکینہ کو بہلاؤں کس طرح
تنہا ہوں میرا کوئی مددگار ہے کہاں
اس دشت میں تو کوئی وفادار ہے کہاں

اے ارضِ کربلا مرے دلبر کا کیا ہوا
اے دشتِ نینوا مہِ انور کا کیا ہوا
دیتا نہیں صدا علی اکبر کا کیا ہوا
اب تو ہی کچھ بتا کہ سخنور کا کیا ہوا
اس کو کہاں عدو نے گرایا ہے کچھ بتا
کیا زیرِ خاک اس کو چھپایا ہے کچھ بتا

www.syedahmadnaqvi.com

لاش پسر پہ آ گئے گریہ کناں حسینؑ
دیکھا لہو میں غرق ہے زینبؑ کا نور عین
تم ہی بتاؤ کیا کریں اب شاہ مشرقین
سینے کا زخم دیکھ کے گھبرا گئے حسینؑ
اکبر کس امتحاں سے گزرتا ہے ہائے ہائے
کڑیل جوان سامنے مرتا ہے ہائے ہائے

اکبرؑ نے آنکھ کھول کے شہ سے کیا کلام
فرمایا ہے غلام کا اب آخری سلام
افسوس ہم بھی چھوڑ چلے سب کو تشنہ کام
مادر کو دیجیے گا مرا آخری پیام
آنے میں ہو گئی مرے تاخیر بخش دیں
کہیے گا اپنے لال کی تقصیر بخش دیں

ایسے میں جب کہ ارض و سما بھی تھے اشکبار
خونِ جواں سے ہو گیا رنگین ریگزار
آثارِ مرگ تھے رخِ اکبر پہ بار بار
حسرت سے دیکھا باپ کو بیٹے نے ایک بار
ماں کا تڑپتا رہ گیا دل خیمہ گاہ میں
اکبر کا دم نکل گیا آغوشِ شاہ میں

وہ دشت اشکبار تھا چشم فلک تھی تر
کڑیل جواں کی لاش اٹھانے لگا پدر
لاشہ جواں کا باپ کی ٹوٹی ہوئی کمر
لرزاں تھا جسم شاہ کا آتا نہ تھا نظر
لے کر علی کا نام اٹھائی پسر کی لاش
جب اٹھ نہ سکی پھر سے لٹائی پسر کی لاش

www.syedahnaqvi.com

دریا کی سمت دیکھ کے بولے بصد فغاں
عباسؑ آج ہو گیا شبیر ناتواں
دیکھو پڑا ہے خاک کے بستر پہ نوجواں
مَیں نے تو تھا بنایا تمہیں میرِ کارواں
شمشیر کھینچ لیتے تھے تم بات بات پر
اب سو رہے ہو چین سے تنہا فرات پر

ڈوبا لہو میں اکبرؑ ذیشان کیا کروں
زینبؑ ہے خیمہ گہ میں پریشان کیا کروں
وہ ریت پر ہے پارہ قرآن کیا کروں
مَیں خود ہوں ایک پہر کا مہمان کیا کروں
گر ہو سکے تو آ کے اٹھاؤ پسر کی لاش
مقتل سے خیمہ گاہ میں لاؤ پسر کی لاش

دیکھو تو کیسا بھائی پہ صدمہ گزر گیا
کڑیل جواں پسر مری گودی میں مر گیا
پیری میں زندگی مری ویران کر گیا
کس سے کہوں مَیں اب مرا نورِ نظر گیا
دنیا سے مرا گیسوؤں والا چلا گیا
بھیا ہمارے گھر کا اجالا چلا گیا

اب کون تھا جو آ کے اٹھائے پسر کی لاش
خیمے میں شاہ کھینچ کے لائے پسر کی لاش
ڈوبی ہوئی تھی خون میں نورِ نظر کی لاش
مادر نے دیکھی جس گھڑی رشکِ قمر کی لاش
چلائی مرا ہسلیوں والا گزر گیا
اٹھارہ سال جس کو تھا پالا وہ مر گیا

شانہ ہلا کے زینب ناچار نے کہا
ماں کے اب احترام میں اٹھو اے مہ لقاء
مادر کو اور پھپھی کو تھا ارمان بیاہ کا
اب ہے لہو تمہارا یہ مسند پہ جا بجا
یہ دل تڑپ رہا ہے ذرا بول چال لو
ماں گر پڑی ہے خاک پہ اکبرؑ سنبھال لو

اور پھر اٹھا کے ہاتھ یہ مادر نے دی دُعا
یا رب ہوا ہے دین پہ صدقے یہ مہ لقاء
اس کے لہو سے بخش دے اسلام کو بقا
آئی فلک سے۔ ہاتف غیبی کی یہ ندا
اس کے لہو نے ناؤ بھنور سے نکال دی
اسلام کے بدن میں نئی روح ڈال دی

www.syedahmadvi.com

مرثیہ

سیدہ سکینہؑ بنت الحسین علیہ السلام

عالم میں بنی صبر کا معیار تری ذات
زہرا کا نمونہ ترا کردار تری ذات
کونین کو کرتی ہے عزادار تری ذات
اُمت کی سفارش کی روا دار تری ذات
ظلمت میں مجھے شمس و قمر دیتی ہے بی بیؑ
خالی ہو مری جھولی تو بھر دیتی ہے بی بیؑ

شبیر کی یہ لاڈلی نازوں سے پلی ہے
یہ باغ امامت کی اک انمول کلی ہے
گفتار میں کردار میں یہ بنت علیؑ ہے
افسوس مگر اس کی عبا رن میں جلی ہے
کمسن ہے مگر کام وہ انجام دیا ہے
انسان کو کونین میں اسلام دیا ہے

www.syedaliraza.com

تحریک کا آغاز ہے شبیرؑ کی بیٹی
مظلوم کی آواز ہے شبیرؑ کی بیٹی
کونین میں ممتاز ہے شبیرؑ کی بیٹی
اور انبیاء کا ناز ہے شبیرؑ کی بیٹی
بچپن ہی میں یہ پیکرِ انوار بنی ہے
ہر عہد میں اک صبر کا معیار بنی ہے

انسان کی حکمت کو سکینہؑ نے بچایا
آدم کی فضیلت کو سکینہؑ نے بچایا
اسلام کی عزت کو سکینہؑ نے بچایا
ساری بشریت کو سکینہؑ نے بچایا
مومن پہ سکینہؑ نے یہ احسان کیا ہے
ان کے لئے بخشش کا بھی سامان کیا ہے

www.syedahmadnaqvi.com

کیا بات سکینہؑ کے لبوں پر ہے خودی کی
خود موت نے کی بات حیات ابدی کی
کس شان سے طے منزلیں کیں تشنہ لبی کی
یہ فاطمہؑ کی بات ہے یہ مولا علیؑ کی
انسان کی بخشش کیلئے آپ ہیں زینہ
میں خود ہوں غلام آپ کا اے بالی سکینہؑ

یہ نور جو دانش کا زمانے کو ملا ہے
یہ حق کا کرم ہے یہ سکینہؑ کی عطا ہے
ہے اُس کا یقیں دین محمدؐ جو بچا ہے
تا حشر مساجد میں اذانوں کی صدا ہے
اسلام سلامت رہا ظلمت کے ستم سے
یہ دین بقا پا گیا بچی کے کرم سے

یہ شام غریباں ہے یہ مشکل کی گھڑی ہے
آفت نئی اک آل پہ اب آن پڑی ہے
کیا صبر ہے بچی کا جو باطل سے لڑی ہے
مشکل میں ہے اور بیبیوں کے ساتھ کھڑی ہے
مومن کے لئے درد کا درمان سکینہؑ
دشواریاں سب کرتی ہے آسان سکینہؑ

مشکل پہ سکینہؑ نے کہا یا علیؑ امداد
دامن جو جلا آئی صدا یا علیؑ امداد
دُرے جو لگے آئی ندا یا علیؑ امداد
ہونٹوں پہ مصیبت میں رہا یا علیؑ امداد
مشکل کی گھڑی ساقئ کوثرؑ کو پکارا
اور پیاس میں عباسؑ دلاور کو پکارا

www.syedahmadnaqvi.com

باقی ہے سکوں دل کا تو بی بیؑ کے کرم سے
جب بھی لکھا ہے نام سکینہؑ کا قلم سے
آنسو ہی رواں دیکھے ہیں غازیؑ کے علم سے
زخمی ہوئے کان اس کے ستمگر کے ستم سے
جز قید کے اب کوئی بھی چارہ نہیں باقی
غازیؑ کا سکینہؑ کو سہارا نہیں باقی

بچی کی اذیت کو اگر دیکھ لے کوئی
اس منظر حسرت کو اگر دیکھ لے کوئی
توقیر رسالت کو اگر دیکھ لے کوئی
مولا کی مشیت کو اگر دیکھ لے کوئی
کچھ فرق نہیں پائے گا وہ آل نبی میں
کلثومؑ میں، زینبؑ میں، سکینہؑ میں کسی میں

ویرانی، صحرا میں ہوئی شام غریباں
سہمے ہوئے بچے ہیں تو ہر بی بیؑ پریشاں
ہر دل یہاں زخمی ہے تو ہر آنکھ ہے گریاں
زینب ہیں سکینہؑ کے لئے مضطر و حیراں
کہتی ہیں کہ بچوں کو گلے آ کے لگالو
بے چین ہے اپنی پھوپھی اماں کو سنبھالو

کہتی ہیں یہ رو کر علیؑ اکبر نہیں موجود
قاسمؑ بھی نہیں ہیں علی اصغرؑ نہیں موجود
اب کون سلائے تمہیں سرور نہیں موجود
امداد کو عباسؑ دلاور نہیں موجود
جاتے ہوئے تم کو مجھے سونپا تھا پدر نے
اف کیسی قیامت ہے جو دیکھی ہے نظر نے

www.syedahmadnaqvi.com

کٹتا ہوا شبیرؑ کا سر دیکھا ہے تم نے
لٹتا ہوا سرکارؑ کا گھر دیکھا ہے تم نے
منظر تھا المناک مگر دیکھا ہے تم نے
نیزے پہ بھی اُف باپ کا سر دیکھا ہے تم نے
بے پردگی میں تم بھی بندھے ہاتھ رہو گی
اور شام تلک بیبیوں کے ساتھ رہو گی

کانوں سے لہو بالی سکینہؑ کے رواں ہے
لاوارثی کا شام غریباں میں سماں ہے
رخسار پہ بچی کے طمانچے کا نشاں ہے
سر رکھ کے جہاں سوتی تھی وہ سینہ کہاں ہے
دُر چھن رہے ہیں کون مدد کے لئے آئے
اب تم ہی بتاؤ کہ سکینہؑ کہاں جائے

اٹھتا ہے دھواں اور اندھیرا ہے بہ ہر سو
اور فوج یزیدی کا بھی گھیرا ہے بہ ہر سو
لشکر کو بھی اعدا نے بکھیرا ہے بہ ہر سو
یعنی کہ یزیدوں کا بسیرا ہے بہ ہر سو
گم بچی کو کس طرح سے اب پائے گی زینب
کس سمت بھلا ڈھونڈنے اب جائے گی زینب

ہے ہاتھ میں کوزہ وہ یہی کہتی ہے ہر بار
اصغرؑ ہو کہاں تم، مرے بھیا، مرے دلدار
اس دردِ یتیمی سے مری آنکھ سے خونبار
اس اجڑے علاقے میں نہیں کوئی بھی غمخوار
مقتل کی طرف دوڑتی جاتی ہے سکینہؑ
تم ہو کہاں عباسؑ بلاتی ہے سکینہؑ

www.syedahmaqvi.com

مقتل میں کبھی ڈھونڈتی ہے لاشۂ سرور
قاسمؑ کی کبھی لاش، کبھی لاشۂ اکبرؑ
بیکل ہے نظر آئے کہیں لاشۂ اصغرؑ
پاتی نہیں اف لاشۂ عباسؑ دلاور
ڈرتی ہے تو دیتی ہے صدا اے مرے مولا
گھر دشت میں زہرا کا جلا اے مرے مولا

لاشوں سے یہ کہتی ہے کہ سرورؑ ہیں کہاں پر
یہ پوچھتی ہے خوف سے اصغرؑ ہیں کہاں پر
قاسمؑ ہیں کہاں پر، علی اکبرؑ ہیں کہاں پر
کوئی کہو عباسؑ دلاور ہیں کہاں پر
بولے تو کوئی ڈھونڈنے آئی ہے سکینہؑ
جام آب کا اب ہاتھ میں لائی ہے سکینہؑ

عمو ہمیں کوئی نہ خبر آئی تمہاری
گرتا جلا کوئی نہ مدد پائی تمہاری
ہے عصر سے مشکل میں یہاں جائی تمہاری
چادر بھی چھنی، ہو گئی رسوائی تمہاری
سر چھپ سکے اتنا بھی ٹھکانہ نہیں باقی
تھا ساتھ تمہارے جو زمانہ نہیں باقی

آپ آئیں گے جس دم تو میں گھر جاؤں گی عمو
ورنہ کہیں اس دشت میں مر جاؤں گی عمو
لگتا ہے یہیں جاں سے گزر جاؤں گی عمو
کس کس کو پکاروں گی کدھر جاؤں گی عمو
کچھ اور تو ممکن نہیں اس رنج و محن میں
میت پہ چلی آؤں گی پابند رسن میں

www.syedalinaqvi.com

عمو جو نہیں آپ بلا لیجئے بابا
سینے پہ ہمیں پھر سے سلا لیجئے بابا
بھائی علی اکبر کو جگا لیجئے بابا
ہم گھر گئے ظلمت میں بچا لیجئے بابا
جنگل کے اندھیرے میں تو ڈر لگتا ہے بابا
نیزے پہ جو ہے آپ کا سر لگتا ہے بابا

جانے پھوپھی کس جا ہیں کہاں ہیں مری مادر
نیزے کی انی سے ہے چھنی دشت میں چادر
کچھ آپ خبر لیتے ہیں عمو نہ برادر
بابا ہیں پھوپھی آپ کی مانند دلاور
آپ آئیں تو حیدرؑ کے لٹے گھر پہ نظر ہو
زینبؑ اور سکینہؑ کے کھلے سر پہ نظر ہو

القصہ ہوئی قید چلی شام کی جانب
سونپا تھا جو اللہ نے اس کام کی جانب
لڑنے کو چلی دشمن اسلام کی جانب
بڑھنے لگا دشمن بھی بدانجام کی جانب
اس قافلے میں ہے پھوپھی بادیدۂ تر ساتھ
چلتے ہوئے سرخم ہے، تو بابا کا ہے سر ساتھ

روتی ہے کبھی عابدؑ مضطر کو جو دیکھے
فریاد کبھی کرتی ہے مادر کو جو دیکھے
نیزے پہ پدر کے سر انور کو جو دیکھے
ماں اور پھوپھی کے وہ کھلے سر کو جو دیکھے
اب امن کے اور آشتی کے دن وہ کہاں ہیں
آ جایئے اس وقت چچا آپ جہاں ہیں

کہتی ہے کہ مجمع سے عدو کے ہے ہمیں ڈر
اس شام کے بازار میں دل اپنا ہے مضطر
ڈرے ہمیں لگتے ہیں سروں پر نہیں چادر
سیدانیاں بے پردہ ہیں، یہ بوجھ ہے جاں پر
میں تھک گئی ہوں کوئی مرے پاس نہیں ہے
بچوں کا کسی کو یہاں احساس نہیں ہے

بازار ہوا ختم تو دربار میں پہنچی
نازوں کی پلی اک نئے آزار میں پہنچی
معصومہ غرض مجمع کفار میں پہنچی
سائے میں پھوپھی جان کے دربار میں پہنچی
حلقوم میں اک رسّی سکینہؑ کے پڑی ہے
سہمی ہوئی وہ اوٹ میں زینبؑ کے کھڑی ہے

یہ آل عبا پر ہے مصیبت کا کڑا وقت
ہم دیکھنے کو رہ گئے دنیا میں بُرا وقت
ہم جس میں پلے تھے نہیں اچھا وہ رہا وقت
ہر شخص کا یکساں نہیں رہتا ہے سدا وقت
یہ اور سکینہؑ پہ مصیبت کی گھڑی ہے
نامحرموں کے سامنے بے پردہ کھڑی ہے

کہتا ہے لعین ایک سکینہؑ ہے خوش القاب
عصمت کے فلک کا یہ درخشندہ ہے مہتاب
بیٹی ہے یہ شبیرؑ کی، جو گوہر نایاب
جب سے یہ چھٹی باپ سے، ہے مضطر و بیتاب
ہاں اس کی جبیں نور سے شاداب بہت ہے
بابا سے ملاقات کو بیتاب بہت ہے

یہ سن کے مخاطب ہوا بچی سے ستمگر
پوچھا جو کہو آئیں پدر آپ ہی چل کر
بولی جو پدر آئیں تو کیا اس سے ہے بہتر
شہ آئیں یہاں خود تو مرا بخت ہو یاور
پھر طشت سے ملعون نے رومال اٹھایا
سر باپ کا سہمی ہوئی بیٹی کو دکھایا

سر پر جو نظر اٹھی تو معصوم پکاری
بابا تھے کہاں آپ، خبر لی نہ ہماری
چادر پھوپھی کے سر پہ سے نیزے سے اتاری
عاشور سے روتی رہی میں درد کی ماری
جب ڈھار رہا تھا شمر غضب کیوں نہیں آئے
دُر چھن رہے تھے دشت میں تب کیوں نہیں آئے

www.syedahmaqvi.com

چپ کیوں ہوئے، کچھ تو کہو، میں تم پہ فدا آہ
آواز کو ترستی ہوں، اب دے دو صدا آہ
کرتی تھی دعائیں، تمہیں ملوا دے خدا آہ
کس طرح میں دیکھوں گی یہ سر تن سے جدا آہ
بابا میں سکینہؑ ہوں، ذرا آنکھ تو کھولو
بیٹی سے ذرا پیار کے دو بول تو بولو

بابا جو گئے آپ تو خیموں کا وہ جلنا
بھڑکے ہوئے شعلوں کا وہ خیموں کو نگلنا
زر کے لئے ایک ایک مسلماں کا بدلنا
سائے میں پھوپھی جان کے بچوں کا سنبھلنا
بے پردگی میں ہم پھرے دن رات سرِ عام
عابدؑ ہمیں لائے ہیں سنبھالے ہوئے تا شام

ہاتھ اپنے رسن بستہ ہیں آپ آ کے چھڑائیں
جس طرح بلاتے تھے مجھے پھر سے بلائیں
نیند آئی ہے، سینے پہ مجھے پھر سے سلائیں
میں تھک گئی، آ کر مجھے گودی میں اٹھائیں
ہرگز نہ بغیر آپ کے گھر جاؤں گی بابا
گر آپ نہ آئے تو میں مر جاؤں گی بابا

اب آپ کہیں کس سے کہوں دل کی یہ روداد
صحرا سے سرِ شام منازل کی یہ روداد
خنجر کا بیاں، باپ کے قاتل کی یہ روداد
بے پردگی کے سارے مراحل کی یہ روداد
گردن کی رسن کیسے اتارے گی سکینہؑ
عمو بھی نہیں کس کو پکارے گی سکینہؑ

بچی کی سنی بات تو بولا وہ جفا کار
لے لوں نہ کنیزی میں تجھے شہ کی دل افگار
یہ سن کے غضب ناک ہوئیں زینبؑ خوددار
بولیں ہے ادب لازمی خاموش ہو بدکار
لے جائے گا تو اس کو، تری بے خبری ہے
بچی نہیں، یہ مرتبے میں بنتؑ نبی ہے

یہ سنتے ہی معصومہ کا دل خوف سے کانپا
آنسو بہے اور خوفِ کنیزی ہوا پیدا
یوں خوفزدہ ہو گئی بس اس کو غش آیا
چہرے سے عیاں درد یتیمی کا اثر تھا
زینبؑ یہ پکاری کہ ہوا کیا ذرا بولو
دل ہو گیا بے چین، ذرا آنکھ تو کھولو

دربار سے جانے جو لگی جانب زنداں
لیکن وہ شریعت کے رہی تابعِ فرماں
بابا کو صدا دیتی تھی حیران و پریشاں
آنسو تھے رواں جوش میں تھا دیدۂ گریاں
زنداں میں اندھیرا تھا تو گھبراتی تھی بچی
آہٹ بھی جو ہوتی تھی تو ڈر جاتی تھی بچی

دریافت کیا، اڑتے پرندوں کو جو دیکھا
بتلاؤ پھوپھی، ان کا ارادہ ہے کدھر کا
زینبؑ نے کہا، گھر کی طرف ان کا ہے رستہ
ہم ہو کے رہا دیکھیں گے یونہی وطن اپنا
گھر میں تمھیں صغرا سے بھی ملواؤں گی بی بی
دادی کی وہاں قبر پہ لے جاؤں گی بی بی

www.syedahmedfyz.com

جب قید میں روتی تھی وہ معصوم دل افگار
دیتے تھے دلاسا اسے پھر عابد بیمار
کہتے تھے کہ آنسو نہ بہا اے مری غمخوار
کر صبر کہ کچھ دن کا ہے یہ عرصۂ آزار
آزادی بھی اس قید سے تم پاؤ گی اک دن
گھر بھر سے ملاقات کو تم جاؤ گی اک دن

سر اس کا رکھے گود میں کہتے تھے یہ سجادؑ
آنکھوں سے یہ گھر دیکھو گی اک روز تم آباد
جس جس نے دیا کرب وہ ہو جائے گا برباد
تم جلد ہی اس قید سے ہو جاؤ گی آزاد
ہاں گھر کا سکوں جلد ہی تم پاؤ گی بی بی
تم اپنے وطن ساتھ مرے جاؤ گی بی بی

یہ بات سنی، آنکھوں کو کھولا، ہوئی گویا
عموؑ نہیں، اکبرؑ نہیں، ملتے نہیں بابا
اب کون مدد کے لئے آئے گا خدایا
کس طرح رہا ہو کے میں دیکھوں گی گھر اپنا
اے بھائی مجھے آپ یہ دیتے ہیں دلاسے
جس طرح سے آئے نہ چچا ہم رہے پیاسے

ہم دیکھیں گے آباد یہ گھر ہو گا دوبارہ
عموؑ کو لعینوں نے ہے بے دردی سے مارا
سر تن سے مرے بابا کا مقتل میں اتارا
قتلِ علی اصغرؑ کا بھی دیکھا ہے نظارا
یہ سب نہ ہوں جو گھر میں تو گھر کیا رہے بھائی
ماں باپ نہ ہوں ساتھ تو کیا گھر بسے بھائی

لگتا ہے اندھیرے ہی میں گھٹ جائے گا یہ دم
کیا یاد کریں گے ہمیں ہوں گے نہ اگر ہم
ہو جائیں گے پھر دور سکینہؑ کے سبھی غم
جانے سے مرے رونق دنیا ہو کہاں کم
ہے علم مجھے آپ ہی دفنائیں گے بھائی
لے کر پھوپھی اماں کو وطن جائیں گے بھائی

یہ سن کے لہو رو دیئے پھر عابدؑ بیمار
اشکوں میں محبت تھی کہ بچی کو کیا پیار
بولے کہ اسیری میں ہے اللہ مددگار
ہونے دو رہا بھائی کو بس تم ذرا اک بار
بس ہوں گے ہم اور اپنا وطن ہو گا مدینہ
پھر جیسا بھی چاہو گی وہی ہو گا سکینہؑ

www.syedalinaqvi.com

زنداں سے وطن چھوٹ کے جب جاؤں گا بی بی
کانوں میں نئی بالیاں پہناؤں گا بی بی
پوشاک نئی عید پر بنواؤں گا بی بی
بازار سے چادر نئی لے آؤں گا بی بی
وہ بولی کہ قسمت مری مجبور ہے بھائی
گھر جس میں میں جاؤں گی بہت دور ہے بھائی

بابا کے بنا کس کو وطن چاہیے بھائی
سر جس میں ہو شہ کا وہ لگن چاہیے بھائی
کس کو یہاں جینے کا جتن چاہیے بھائی
مجھ درد کی ماری کو کفن چاہیے بھائی
دکھ جتنے سہے میں نے وہی مجھ کو بڑے ہیں
وہ دیکھیے عمو مجھے لینے کو کھڑے ہیں

ہم جاتے ہیں اے بھائی خدا حافظ و ناصر
اب ختم ہے تنہائی خدا حافظ و ناصر
تقدیر نہ راس آئی خدا حافظ و ناصر
اے فاطمہؑ کی جائی خدا حافظ و ناصر
دینا یہ شہادت، کہ مرا صبر تھا حد میں
مشکیزہ یہ ہو دفن میرے ساتھ لحد میں

یہ کہہ کے ہوئیں بند ذرا دیر میں آنکھیں
دیکھا تو ربابؑ آپ بھی بھرنے لگیں آہیں
نم آنکھیں تھیں پکڑے تھیں مگر بیٹی کی باہیں
کہتی تھیں سکینہ تمھیں دیتی ہوں دعائیں
کیوں بند ہیں آنکھوں کو ذرا کھول دو بیٹی
مادر تجھے دیتی ہے صدا بول دو بیٹی

نبضوں کو ٹٹولا کیے پھر سید سجادؑ
کرنے لگے پھر سر کو جھکائے ہوئے فریاد
لو اماں سکینہؑ ہوئی اب قید سے آزاد
ہم اہل مدینہ ہوئے آ کر یہاں برباد
لختِ جگرِ شاہ مدینہ ہوئی رخصت
سر پیٹو کہ اب ہم سے سکینہؑ ہوئی رخصت

اک بین تھا مادر کا وہ رو رو کے یہ کہنا
کھولو ذرا آنکھیں، کرو اماں کا نظارا
مجھ کوکھ جلی کو تھی رہائی کی تمنا
سوچا تھا کہ مدینے میں قرار آئے گا دل کا
گودی کے مرے دونوں نے پردیس بسایا
افسوس مجھے موت کا پیغام نہ آیا

اصغرؑ تو ہمیں چھوڑ کے جنت کو سدھارے
کیسے میں بھلا سکتی ہوں دکھ درد کے دھارے
ظالم نے مرے سامنے دُر تیرے اتارے
پھر گھڑکیاں دے دے کے طمانچے تجھے مارے

گردش میں رہا وہ ترا قسمت کا ستارا
اس دیس میں برباد گھرانہ ہوا سارا

خیمے جو جلے، جھولا بھی اصغرؑ کا جلا تھا
جب کربلا سے قافلہ کوفے کو چلا تھا
کچھ ظالموں کا خوف تھا اور دشت بلا تھا
تھی ایک رسن جس میں سکینہ کا گلا تھا

بازار میں ہر سمت تماشائی کھڑے تھے
چل چل کے غرض پاؤں میں چھالے بھی پڑے تھے

زینبؑ نے کہا ساتھ مرا چھوڑ رہی ہو
وعدہ جو پھوپھی سے کیا تھا توڑ رہی ہو
کیوں رشتہ اجل سے مری جاں جوڑ رہی ہو
پھر آج نصیبے کو مرے پھوڑ رہی ہو

دامن میں لگی آگ سر دشت بجھائی
تم کھو گئی تھیں ڈھونڈ کے صحرا سے میں لائی

تم کھو گئی ہو پھر سے، مری جان کروں کیا
عابدؑ ہیں کھڑے سخت پریشان کروں کیا
کوئی نہیں ہے دفن کا سامان کروں کیا
تو ہی بتا اے شام کے زنداں کروں کیا

کس طرح کفن دے تمھیں محصور ہے زینبؑ
بیٹی یہ بتا کیا کرے مجبور ہے زینبؑ

اسلام کے مقصد کے لئے جاؤں گی بیٹی
وعدہ رہا میں لوٹ کے پھر آؤں گی بیٹی
تربت میں اسی شہر میں بنواؤں گی بیٹی
اس شہر کی میں سیدہ کہلاؤں گی بیٹی
سجادؑ ہی اب جا کے بسائیں گے مدینہ
زینبؑ نہ تمہیں چھوڑ کے جائے گی سکینہؑ

جب غسل اسے دیتی تھیں زینبؑ جگر افگار
رسی کے نشاں دیکھ کے روتی تھیں لگاتار
چہرے کا ورم دیکھ کے آنکھیں ہوئیں خونبار
کہتی تھیں، ہوئے ختم، ترے دکھ، ترے آزار
اشکوں کو چھپائے ہوئے روتی ہے سکینہؑ
اب چین سے، آرام سے سوتی ہے سکینہؑ

چھوٹی سی لحد قید میں عابدؑ نے بنائی
پھر لاش لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اٹھائی
اور قبلہ رو وہ میتِ معصوم لٹائی
چھوٹی سی بہن تھی جسے دفنا گیا بھائی
تا عمر رہا سامنا بس رنج و محن کا
سجاد کے دل پر رہا اک داغ بہن کا

جب اپنی بہن قبر میں دفنا چکا بھائی
ہاتف کی ندا غیب کے پردے سے یہ آئی
نازاں ہے ترے صبر پہ سجادؑ خدائی
کس حوصلے سے لاش سکینہؑ کی اٹھائی
ہوتا ہے بہ ملکِ عدم آباد مدینہ
بابا سے ملاقات کو آتی ہے سکینہؑ

مرثیہ حضرت علی اصغر علیہ السلام

انسان ہے غریب تو دولت کی ہے طلب
زردار ہو تو پھر اسے طاقت کی ہے طلب
اخلاص دل میں ہو تو عبادت کی ہے طلب
پختہ یقین ہو تو شہادت کی ہے طلب
جب منزل یقین پہ آجاتا ہے بشر
تب پھر غلام فاطمہؑ کہلاتا ہے بشر

انسان دَورِ نَو کا ہے حیواں سے بھی رذیل
بے راہ روی کا روگ ہے سرطاں سے بھی رذیل
بدکار و بدنسب کی ہے وہ جاں سے بھی رذیل
شیطاں کی پیروی میں ہے شیطاں سے بھی رذیل
انساں کو اس رویے پہ انسان کیوں کہوں
شیطاں سے بھی برا ہو تو شیطان کیوں کہوں

www.syedahmadfaraz.com

ہر دور ہی میں تو ہوتا ہے معصوم شیر خوار
مادر کو دیکھ کر اسے آ جاتا ہے قرار
اس پر ہزار جان سے ہو جاتی ہے نثار
ظالم ہو جس قدر بھی وہ کرتا ہے اس کو پیار
اس بے پناہ پیار کی وسعت نہ کم ہوئی
بچے کے حق میں ماں کی محبت نہ کم ہوئی

بچے کا ماں کی گود سے رشتہ بھی ہے عجب
آغوش ماں کی اس کے لئے لطف و فضل رب
بچے کا ماں سے چھٹنا قیامت ہے اور غضب
مادر کی موت اس سے جدائی کا ہے سبب
اولاد کے دکھ آپ اٹھاتی ہے ماں کی ذات
بچوں کے غم میں جان گنواتی ہے ماں کی ذات

گر شیر خوار ہو علی اصغرؑ سا تشنہ کام
ہاتھوں پہ پھر اٹھائے اسے وقت کا امام
پھر کس طرح سے وہ نہ کرے فوج سے کلام
کر دے اگر اشارہ بدل دے یہ سب نظام
مت شیر خوار اس کو سمجھنا تو بھول کر
اسلام اس کے ہاتھ پہ آ کر قبول کر

اللہ رے وہ عظمتِ طفلِ حسینؑ پاک
ہے تشنگی میں اس کی جبیں اور تابناک
یہ عمر اور جہاد میں بچے کا انہماک
تھا کربلا میں باپ سے بیٹے کا اشتراک
کیا حوصلہ ہے شیر دلاور کا دیکھئے
طرز جہاد گود میں اصغرؑ کا دیکھئے

دست حسینؑ پر ہے یہ توقیر کائنات
جس کے لہو سے دیں کو ملے گا نیا ثبات
کیوں بار بار ہلتی ہے خیمے کی اک قنات
ماں کی دعائیں جاتی ہیں اصغرؑ کے ساتھ ساتھ
ہے دست شہ پہ اصغرؑ نادان اس طرح
ہوتا ہے رحل پاک پہ قرآن جس طرح

ہے شیر خوار دیں کا نگہبان دیکھ لو
بخشش کا کرنے آیا یہ سامان دیکھ لو
کرنا جہاد گود میں آسان دیکھ لو
فوج یزید ساری پریشان دیکھ لو
جھولے سے گر رہا تھا سنبھالا گیا ہے یہ
خیمے سے پہلی بار نکالا گیا ہے یہ

چہرے سے اس کے پنجتنی نور ہے عیاں
لب ہیں کماں کی طرح سے اور تیر ہے زباں
اس کی رگوں میں خون یداللہ ہے رواں
لشکر میں اس سے لڑنے کی اب تاب ہے کہاں
گر یہ ہمک کے ایک نظر ان پہ ڈال دے
کفارِ کربلا کے کلیجے نکال دے

یہ خون ہے جناب رسالت پناہ کا
ہے یہ بھی اک کمال حسینی نگاہ کا
سنتے ہیں ہم بھی ذکر خدائی سپاہ کا
اصغر بھی اک سپاہی ہے اس بارگاہ کا
مطلب لعیں سمجھ گئے اس کے سوال کا
بے شک یہ معجزہ ہے پیمبرؐ کی آل کا

گوہر ہے یہ حسینؑ امامت کے تاج کا
اصغرؑ سے ہے مقابلہ ظالم سماج کا
اب آ گیا سوال رسالتؐ کی لاج کا
بچے کو بھی تھا علم شہِ دیں کے راج کا
دشمن پہ پہلے ہاتھ اٹھاتے نہیں ہیں یہ
میداں میں جا کے پشت دکھاتے نہیں ہیں یہ

پھر جھک کے کچھ حسینؑ نے اصغرؑ سے کہہ دیا
بس بے زباں نے سر کو ہمک کر اٹھا لیا
لشکر کی سمت اصغرؑ محروم نے رُخ کیا
اک پل کو ملتفت ہوئی تب فوجِ اشقیا
سوکھی زباں نکال کے اک وار کر دیا
اصغرؑ نے اپنی پیاس کا اظہار کر دیا

www.syedahmadyi.com

کچھ اسقدر دلوں پہ اثر وار کا ہوا
منہ پھیر پھیر کر لگے رونے سب اشقیا
پھر ابن سعد کو تھا بغاوت کا سامنا
اس کی نظر کے سامنے آیا جو حرملہ
چلایا تیر مار دے طفلِ امام کو
جلدی سے کر تمام حسینی کلام کو

رکھ کر کماں پہ تیر وہ ملعون حرملہ
لینے لگا نشانہ جو روحِ رباب کا
کانپا جو ہاتھ تیر کماں ہی سے گر گیا
اک بار پھر سے تیر کو اس نے اٹھا لیا
منظر خیام شہ کا جو آنکھوں میں پھر گیا
اک بار پھر سے ریت پہ پیکان گر گیا

غصے سے ابن سعد یہ بولا کہ حرملہ
مشاق تیر زن تھا تجھے آج کیا ہوا
ظالم نے خیمہ گہ کی طرف دیکھ کر کہا
میں کیا کروں امیر کہ کچھ یہ ہے ماجرا
لیتا ہوں میں نشانہ جو معصوم ذات کا
ہلتا ہے پردہ خیمہ شہ کی قنات کا

میں نے یہ بات اس لئے تجھ سے بیان کی
ظالم مجھے یہ ڈر ہے کہ ماں ہو نہ دیکھتی
اک شیر خوار کیلئے یہ ضرب ہے کڑی
مشک سکینہؑ ایسے ہی پیکاں سے ہے بہی
اپنے پسر کو خون میں غلطاں نہ دیکھ لے
گردن میں تیر کو کھ جلی ماں نہ دیکھ لے

یہ سن کے ابن سعد نے چلا کے دی صدا
اب کر کلامِ شاہ شہیداں کا خاتمہ
سنتے ہی یہ لعین نے پیکاں چلا دیا
پھر گردن صغیر پہ اس طرح وہ لگا
آدھا گلوئے اصغرؑ بے شیر کٹ گیا
ہاتھوں پہ وہ صغیر تڑپ کر الٹ گیا

منظر یہ دیکھ کر ہوئے مضطر شہِ امم
اُٹھتے نہیں تھے پاؤں تھا اتنا جگر پہ غم
کھینچا گلے سے تیرِ ستمگر بصد اَلم
نکلا گلے سے خون کا فوارہ ایک دم
یہ دیکھ کر حسینؑ کا دل تھرتھرا گیا
اصغرؑ کا خون چہرہ اقدس پہ آگیا

www.syedahmadzaidi.com

بیٹے کے منہ پہ منہ کو رکھا اور یہ کہا
جاتے ہو سوئے خلد تم اے میرے مہ لقا
افسوس باپ پانی نہ تم کو پلا سکا
اب مرضیِ خدا میں ہے بندے کا دخل کیا
ماں کے جگر پہ کتنے ہی صدمے گزر گئے
شہ دیکھتے تھے اصغر بے شیر مر گئے

شانہ ہلا کے اصغر مہ رُو کو دی صدا
آنکھوں کو کھولو سوتے ہو کیا میرے مہ لقا
ماں کو تری جواب میں کیا دونگا یہ بتا
مر جائے گی تڑپ کے ترا دیکھ کر گلا
اس حال میں خیام میں لے کر نہ جاؤں گا
جنگل میں اپنے ہاتھ سے تربت بناؤں گا

پھر نہر القمہ کی طرف دی دھائی آہ
کہنے لگے کہاں ہو نہیں آتے بھائی آہ
کیوں اتنی دیر میری مدد میں لگائی آہ
تم کیا گئے کہ لٹ گئی میری کمائی آہ
تنہا ہے کس طرح اسے دفنائے گا حسینؑ
اصغرؑ کی لاش لے کے کہاں جائے گا حسینؑ

آؤ برادر آؤ خبر لو تو بھائی کی
مادر کو میں نے خیمے میں دیکھا ابھی ابھی
نکلی ہے اس طرح کہ رِدا سر سے گر گئی
اصغرؑ مرا کہاں ہے یہ کہہ کہہ کے روتی تھی
امداد اتنی چاہئے اس دل کباب کو
عباسؑ آ کے تم ہی سنبھالو ربابؑ کو

www.syedahmadnaqvi.com

خیمے کی سمت لے کے اسے جاؤں کس طرح
مادر کو حال اس کا میں دکھلاؤں کس طرح
اپنے جگر کے ٹکڑے کو دفناؤں کس طرح
اصغرؑ کو کھو دیا ہے اسے پاؤں کس طرح
کیسے پسر کو دل سے میں اپنے جدا کروں
مشکل کے وقت تم ہی بتاؤ میں کیا کروں

کب سے پکارتا ہوں تم آتے نہیں ہو کیوں
بھائی کو اپنی شکل دکھاتے نہیں ہو کیوں
نصرت کا وعدہ آج نبھاتے نہیں ہو کیوں
کہہ کر مجھے پھر آقا بلاتے نہیں ہو کیوں
گھیرا ہوا ہے دشت میں فوج شریر نے
دنیا اجاڑ دی مری ظالم کے تیر نے

بھائی سمجھ کے گر نہیں آتے تو تم نہ آؤ
آقا سمجھ کے ہی ذرا آواز تو سناؤ
بابا نے سونپا تھا تمہیں جو فرض وہ نبھاؤ
عباسؑ پردہ زینبؑ مضطر کا تم بچاؤ
آنکھوں میں نور جسم میں طاقت نہیں رہی
اب ہمکو اور جینے کی چاہت نہیں رہی

آئی صدا یہ نہر کی جانب سے میں فدا
آقا جو اذن دیں مجھے اب بھی جہاد کا
مانا کہ تن سے ہو گئے شانے مرے جدا
یہ حرملہ یہ شمر یہ فوجِ یزید کیا
گر حکم ہو جہاد کا اب بھی غلام کو
رکھ دوں پلٹ کے سارے یزیدی نظام کو

www.syedahmadyl.com

سر کو جھکا کے بیٹھ گئے دشت میں حسینؑ
لیکن دل شکستہ کو آتا نہیں تھا چین
لاش پسر سے ہو کے مخاطب کیے یہ بین
تم ہی بتاؤ کیا کرے زہرا کا نور عین
اب کیا کرے کہ سخت منازل میں ہے پدر
اکبر تمھیں مدد کرو مشکل میں ہے پدر

پہنچے قریب لاشِ اکبرؑ جو شاہ دیں
بولے کہ باپ آیا ہے اے اکبر حزیں
دیکھو لہو میں غرق ہے ساری مری جبیں
گودی میں لے کے آیا ہوں اصغر سا نازنین
کھایا ہے تیر آبِ خنک کے سوال میں
اور پھر تڑپ کے سو گیا دشت قتال میں

پیری میں صرف بیٹا سہارا ہے باپ کا
تم کو پکارا باپ نے اکبر اٹھو ذرا
اصغر نے میرے ہاتھوں میں رخ خلد کا کیا
دیکھا ہے اپنی آنکھ سے میں نے یہ حادثہ
اصغرؑ کی قبر تیرے برابر بناؤں گا
بے شیر کو سپرد ترے کر کے جاؤں گا

اصغرؑ کو گرم ریت پہ شہ نے لٹایا ہائے
ہاتھوں سے اپنے ننھی لحد کو بنایا ہائے
پھر خوں ٹپکتے جامے میں اس کو اٹھایا ہائے
پھر قبلہ رو لحد میں اسے خود سلایا ہائے
جب اپنا لعل دشت میں دفناتے تھے حسینؑ
غم سے بہت نڈھال نظر آتے تھے حسینؑ

www.syedahmedkhan.com

دفنا کے اپنے لال کو اُٹھے بچشمِ تر
پھر یوں پکارے لاشۂ اکبر کو دیکھ کر
اکبر رہے خیال کہ بھائی کو ہو نہ ڈر
تم کو سپرد کرتا ہوں یہ پارۂ جگر
غربت میں یہ بہن سے برادر سے ہیں چھٹے
پہلے پہل ہی آج یہ مادر سے ہیں چھٹے

پھر ارض کربلا کو یہ فرماں سنا دیا
کمسن کا تیری خاک کو مدفن بنا دیا
اصغرؑ کو میں نے گود میں تیری سلا دیا
سب نے مقامِ آلِ محمد بھلا دیا
اب تجھ ہی سے امید ہے اس دل فگار کو
سونپا تجھے یہ سوچ کے اس شیر خوار کو

www.syedahmadrizvi.com

اے ارض کربلا مرے دلبر سے ہوشیار
اے دشت نینوا علی اصغرؑ سے ہوشیار
بعد حسینؑ کفر کے لشکر سے ہوشیار
نیزے سے ہوشیار ستمگر سے ہوشیار
آئے گا ابنِ سعد پسر کی تلاش کو
ڈر ہے نہ ڈھونڈ لے کہیں اصغر کی لاش کو

سر کو جھکائے خیمے میں آئے امام دیں
دیکھا رباب ان کو نہ آئیں نظر کہیں
پوچھا حرم سے مادر اصغرؑ کہاں گئیں
زینبؑ پکاری بیٹھی ہیں گہوارے کے قریں
دیکھا کہ بیٹھے اشک بہاتی ہے غمزدہ
اصغرؑ کا خالی جھولا جھلاتی ہے غمزدہ

آ کر قریب ان سے یہ شبیرؑ نے کہا
اللہ صبر دے تمھیں اے غم میں مبتلا
اس کی رضا کے سامنے بندوں کا ذکر کیا
اصغرؑ ہمارا دین کی خاطر جدا ہوا
اب جا رہے ہیں داورِ محشر کے پاس ہم
اصغرؑ کو چھوڑ آئے ہیں اکبرؑ کے پاس ہم

بولیں رباب آپ بھی دلبر کو بخش دیں
معصوم شیر خوار کو مادر کو بخش دیں
اب میں یہاں سے چلتی ہوں اصغرؑ کو بخش دیں
خیرات بس ذرا سی گداگر کو بخش دیں
مت دیر اور کیجئے مر جاؤں گی حضور
اصغرؑ نہیں تو میں نہیں جی پاؤں گی حضور

www.syedaliraza.com

وہ بولے اے ربابؑ کرو صبر اور قرار
آیا ہے کام دین کے اصغرؑ سا ہونہار
اب زندگی سکینہؑ کی چاہت میں دو گزار
اب ہم کو بھی ہے لحہ رخصت کا انتظار
اب پھر حسینؑ کو نہ کبھی پائیں گے حرم
سر ننگے قید ہو کے چلے جائیں گے حرم

اصغرؑ کے بعد اجڑی ہوئی ماں کا تھا یہ حال
ننھے پسر کا رہتا تھا دل میں فقط خیال
فریاد کر کے کہتی تھی پیاسا ہے میرا لال
بس چند گھونٹ پانی کا کرتی ہوں میں سوال
اصغرؑ بغیر دل مرا اب بھی اداس ہے
جھولے کی راکھ آج تلک میرے پاس ہے

اللہ جانتا ہے مرے دل کے حال کو
اصغرؑ کے بعد گزرے ہوئے ماہ و سال کو
دو بوند آب کے نہ دیئے میرے لال کو
رد کر دیا حسینؑ حزیں کے سوال کو
جب آفتاب دشت مصیبت میں ڈھل گیا
خیموں کے ساتھ جھولا بھی اصغرؑ کا جل گیا

اس اجڑی ماں کا جس گھڑی ہونے لگا وصال
اصغرؑ کو دی صدا کہ میں آتی ہوں میرے لال
مشکل ترے بغیر کٹے میرے ماہ و سال
کرتی ہوں میں یہ دنیا سے جاتے ہوئے سوال
دل سے نہ بھولنا مرے دلبر کے پیار کو
پانی پہ نذر دینا مرے شیر خوار کو

مرتے ہوئے بھی ماں کے لبوں پر تھی ایک بات
مجھ سے ملا دے میرا پسر تو ہے پاک ذات
اس کے بغیر کٹتے نہ تھے میرے دن نہ رات
اس کی جدائی سے نہ رہا زیست میں ثبات
ماں جا رہی تھی اس کا فقط اک کلام تھا
آنکھوں میں اشک ہونٹوں پہ اصغرؑ کا نام تھا

ادرکنی یا صاحب الزماں علیہ السلام

سجدہ ہے آدمی کی عبادت کا افتخار
سجدے ہی سے نماز میں باقی رہا وقار
سجدہ ہو تپتی ریت پہ تو فخر کردگار
سجدے سے بڑھ گئی تھی کہیں ضرب ذوالفقار

جھک جائے اس کے سامنے جو سر تو بندگی
سجدہ ہو جو خلوص سے معراج آدمی

سجدہ نہ جو کرے وہ کرے عاقبت خراب
مسجود ہو خدا تو ہے سجدہ بڑا ثواب
سجدے میں سر کٹے تبھی آتا ہے انقلاب
سجدہ بغیر حب کے بندے باعث عذاب

جو حق کے سامنے نہ جبیں کو جھکا سکے
ظالم کے سامنے وہ کہاں سر اٹھا سکے

www.syedahmadyi.com

لالچ مرض وہ ہے نہیں جسکا کوئی علاج
مسجود سب کا بن گیا عالم میں سامراج
کچھ اسطرح بگڑ گیا مسلم ترا سماج
غیر خدا کو سجدہ بنا ہے ترا رواج
خم ہے جبین ظلم کی یلغار دیکھ کر
سر جھک رہے ہیں جبر کی دستار دیکھ کر

لالچ کا بھوت ہوگیا انسان پر سوار
عالم میں دور ہوگیا بندوں سے کردگار
امت کی زندگی میں نہ باقی رہا قرار
ہر دل بجھا ہوا ہے ہر اک آنکھ سوگوار
جس گھر میں ہو سکون کوئی ایسا گھر نہیں
سجدے میں بھی دعاؤں کا کوئی اثر نہیں

امت پہ کیوں خدا کے کرم کی نظر نہیں
سجدے اُسی طرح ہیں مگر کیوں اثر نہیں
کیوں آج مومنوں کی دعا معتبر نہیں
باقی ہے نخل اس پہ مگر کیوں ثمر نہیں
پروردگار کس لئے بندوں سے دور ہے
کوئی نہ کوئی اسکا سبب تو ضرور ہے

قرآن بھی وہی ہے تلاوت بھی ہے وہی
روزہ بھی ہے نماز کی عادت بھی ہے وہی
اصحاب باوفا سے عقیدت بھی ہے وہی
کچھ کچھ نبی پاک کی سنت بھی ہے وہی
پھر کیا نہیں ہے آج جو امت ذلیل ہے
اسلام کے وقار کی کوئی سبیل ہے؟

www.syedahmaqyi.com

خلقِ خدا سے دل میں محبت نہیں رہی
ملائیت بچی ہے شریعت نہیں رہی
انساں کے خون کی کوئی قیمت نہیں رہی
ناحق ہو قتل پھر بھی ہزیمت نہیں رہی
کچھ اس قدر عجیب زمانے کی چال ہے
تاریخ میں نہ جس کی کوئی بھی مثال ہے

بازار قتل گرم ہے مذہب کے نام پر
خودکش دھماکے ہوتے ہیں ہر ایک گام پر
اٹھنے لگی ہیں انگلیاں حق کے نظام پر
قبلہ نہیں رہا یہاں اپنے مقام پر
مظلوم کیلئے نہیں کوئی جو اب لڑے
حق کیلئے نہیں کوئی نیزے پہ جو چڑھے

ایماں سبھی کا ہے کہ بدل جائے گا یہ دور
کچھ ایسا ہوگا خود ہی سنبھل جائے گا یہ دور
امن واماں کے دور میں ڈھل جائے گا یہ دور
مشکل کی اس گھڑی سے نکل جائے گا یہ دور
لے کر رسول پاک کی پہچان آئے گا
زہرہ کا لال وارث قرآن آئے گا

جب ہوگا جلوہ بار ہدایت کا آفتاب
برپا کرے گا سینۂ مومن میں انقلاب
ظالم سے لے گا آن کے ہر ظلم کا حساب
ہر معرکے میں ہونگے مسلمان کامیاب
پھر ہوگا مومنوں کیلئے وقت چین کا
ہر سمت ہوگا مجلس وماتم حسینؑ کا

پھر ختم ہوگا چاہنے والوں کا انتظار
غیبت سے فاطمہؑ کا پسر ہوگا جلوہ بار
عالم میں منہ چھپاتے پھریں گے ستم شعار
پھر مضطرب قلوب کو آجائے گا قرار
پھر ہوگا دور عدل کے اعلیٰ نظام کا
ہر سمت ہوگا ذکر ہمارے امام کا

عالم کو آشتی سے بھرے گا علیؑ کا لال
کچھ روز میں عروج میں ڈھل جائے گا زوال
بن جائیں گے جہاں میں مسلمان بے مثال
ہوگا خدا کا دین زمانے میں لازوال
ہر سمت ہوگی بات حسینیؑ نظام کی
سارے جہاں میں ہوگی حکومت امام کی

مظلوم سر اٹھا کے جئیں گے سکون سے
مل جائے گی نجات خرد کو جنون سے
ناحق نہ بھر سکے گا کوئی ہاتھ خون سے
ٹکرا سکے گا کوئی نہ دیں کے ستون سے
ذلت میں گر کے پھر سے سنبھل جائے گا بشر
لاچ کی زندگی سے نکل جائے گا بشر

وہ دور ہوگا خلق خدا کے قرار کا
آجائے گا پسر شہ دُلدل سوار کا
ہوگا حساب گلشنِ زہراؑ پہ وار کا
مومن کو پھر ملے گا ثمر انتظار کا
سر فخر سے جہاں میں اٹھا کر جئیں گے ہم
پھر بادہِ ولایتِ حیدرؑ پئیں گے ہم

www.syedahmadyi.com

انساں پہ ہوگا باری تعالٰی کا ہر کرم
ہر شخص بھول جائے گا ہستی کے سارے غم
کوئی بھی کر سکے گا نہ مظلوم پر ستم
ہر گھر کی چھت پہ ہوگا علمدار کا علم
ہر شخص رزق پائے گا اپنے نصیب سے
لالچ نہ چھو کے گزرے گا اسکے قریب سے

عام ہوگی رحمت ربانی ہر طرف
علم و عمل کی ہوگی فراوانی ہر طرف
ہوگی خدائی نور سے تابانی ہر طرف
خم نہ ہوگی دھر میں پیشانی ہر طرف
ہر شخص نور فکر حسینؑ کا پائے گا
زہراء کا چاند روشنیاں لے کے آئے گا

معیار دہرے ہونگے نہ انسان کیلئے
توقیر ہی رہے گی مسلمان کیلئے
پیسہ نہ ہوگا رتبے کی پہچان کیلئے
تعظیم ہوگی حامل قرآن کیلئے
کرب و بلا کی فکر جگہ دل میں پائے گی
پھر موت زندگی کی خبر لے آئے گی

ذکر حسین ہوگا ہر اک جا زمین پر
لعنت کریں مل کے یزید لعین پر
ذکر علی سے بل نہ پڑیں گے جبین پر
ناحق لہو نہ ہوگا کسی آستین پر
خالق کا اپنی خلق پہ بڑھ جائے گا کرم
پھر ماتمی صداؤں سے گونج اٹھے گا حرم

ذکر حسینؑ ہوگا بڑی شان کا سبب
آنسو بنیں گے عظمت انسان کا سبب
ماتم بنے گا حشر کے سامان کا سبب
پھر امن ہوگا قوم کی پہچان کا سبب
حامی جو ہیں یزید کے ہوجائیں گے نہاں
دشمن حسینیت کے چھپاتے پھریں گے جاں

ہم ہر قدم بڑھائیں گے مولاؑ کے ساتھ ساتھ
فرش عزا بچھائیں گے مولاؑ کے ساتھ ساتھ
اشک عزا بہائیں گے مولاؑ کے ساتھ ساتھ
شہ کا علم اٹھائیں گے مولاؑ کے ساتھ ساتھ
مظلوم کا غریب کا اور تشنہ کام کا
سب مل کے پرسہ دیں گے پسر کو امام کا

کنبہ تمھارا بے سرو سامان تھا یاامام
کرب و بلا کا دشت بھی حیراں تھا یاامام
ہر سمت ایک حشر کا ساماں تھا یاامام
کب لشکر یزید میں انساں تھا یاامام
ماں سے پسر بہن سے برادر بھی چھٹ گیا
دشتِ بلا میں کنبۂ سادات لٹ گیا

مولا سناؤں کس طرح اصغرؑ کا ماجرا
ھل من کی جب سنی صدا جھولے سے گر گیا
شہ نے اٹھا کے ہاتھوں پہ پانی کی دی صدا
صد حیف ایک تیر سے اسکا گلا چھدا
گزرا وہ حادثہ شہ خستہ جگر کے ساتھ
تنہا کھڑے تھے دشت میں لاشِ پسر کے ساتھ

www.syedahmadyl.com

کھا کر سناں گرا تھا جواں ریگزار میں
مادر تھی اشکبار کھڑی انتظار میں
لاشہ اٹھایا باپ نے اجڑے دیار میں
ہمت نہ تھی حسینؑ غریب الدیار میں
اکبر کو خاک سے جو اٹھایا حسینؑ نے
عباس کو مدد کو بلایا حسینؑ نے

مولا ہمیں ہے یاد وہ کربل کا نوجواں
سہرے کی لڑیاں خون میں جس کے ہوئیں نہاں
مرنے پہ جسکے روئی زمیں تڑپا آسماں
جسکی دلہن نے دیکھا غریبی کا وہ سماں
پامال اسطرح ہوا گھوڑوں سے مہ لقاء
دامن میں بھر کے لائے تھے ٹکڑے شہ ھدا

سہمی ہوئی قیام میں تھی شہ کی لاڈلی
اسکو دلاسے دیتی تھی مادر کبھی پھپھی
شرمندہ جس سے رہتا تھا عباسؑ ساجری
کس طرح میں بیاں کروں بچی کی بے بسی
دُر چھین کر طمانچے لگائے لعین نے
عباسؑ کو پکار تھا اندوہ گین نے

حق کس طرح کریں غم عباسؑ کا ادا
پہنچادی جس نے دشت میں معراج پر وفا
مشکیزہ آہ چھد گیا شانے ہوئے جدا
پانی کی سمت مڑ کے بھی دیکھا نہیں ذرا
لاشے پہ کہتے تھے یوں غمزدہ حسینؑ
طاقت کمر کی لے گیا حیدرؑ کا نور عین

www.syedahmadyl.com

پُرسا لیں اجڑی ماں کا جو روتی رہی سدا
اک شیر خوار اسکا تھا جس کا گلا چھدا
زنداں میں جسکی بچی نے رو رو کے دم دیا
لاشوں کو دیکھا دھوپ میں تو قصد یہ کیا

کربل کے بعد وہ کبھی بیٹھی نہ چھاؤں میں
اب تک ہیں اسکی سسکیاں باقی فضاؤں میں

مولا سناؤں کس طرح اہل حرم کا حال
عصمت پہ جنکی کھاکے قسم رب ذوالجلال
اُن ہستیوں کا پردہ ہوا ایسے پائمال
کرتی رہیں برائے ردا بیبیاں سوال

اسباب لوٹا آگ لگائی خیام کو
پہنائیں بیڑیاں مرے چوتھے امام کو

اللہ رے وہ زینبؑ عالی کا حوصلہ
بھائی پہ دونوں بچوں کو قربان کردیا
نظروں کے سامنے سرِشاہِ ہدا کٹا
عباسؑ تم کہاں ہو یہ دیتی رہی صدا

عباسؑ رورہی ہے بہن انتظار میں
زہراؑ کی سب کمائی لٹی ریگزار میں

معراج صبر کر گئی زہراؑء کی لاڈلی
بیٹے بھی قتل ہوگئے مارا گیا اخی
روئی سناں جو اکبر ذیشان کو لگی
سر سے ردا جو زینبؑ مسموم کے چھنی

بی بی کے لب پہ کلمہؑ فریاد آگیا
عباسؑ تیرا جاہ و حشم یاد آگیا

وہ کربلا میں عترتِ اطہار مصطفےٰ
جب لوٹنے کو آگئی افواج اشقیاء
خیموں میں چھپتے پھرتے تھے بچے جدا جدا
خیموں کے ساتھ دامنِ معصوم جل گیا

آلیا وہ وقت زینبؑ غمگیں پہ الحذر
نوکِ سناں پہ جب پڑی بیمار کی نظر

رانڈوں کا آسرا تھی وہ حیدرؑ کی لاڈلی
بس اب طالبِ ردا تھی وہ حیدرؑ کی لاڈلی
مظلوم کی صدا تھی وہ حیدرؑ کی لاڈلی
اور بانیٔ عزاء تھی وہ حیدرؑ کی لاڈلی

کتنا اثر تھا خطبۂ عالی مقام میں
اک حشر بپا ہوگا دربار شام میں

سجادؑ سا غیور تھا سالارِ قافلہ
سیدانیوں کے سر پہ نہ باقی رہی رِدا
اس پر بھرے ہجوم کا ہر سمت سامنا
سر کو جھکائے اشک بہاتا تھا غمزدہ

ناموسِ مصطفےٰ ہوئی برباد کیا کرے
تم ہی بتاؤ سید سجادؑ کیا کرے

اب بھی فلک کو یاد ہے بیمار و ناتواں
طوقِ جفا گلے میں تو پاؤں میں بیڑیاں
لوگوں کے اژدھام میں بے پردہ بیبیاں
حسرت سے دیکھتے تھے کبھی سوئے آسماں

بے پردگی کا داغ مٹایا نہیں گیا
سجادؑ سے یہ درد بھلایا نہیں گیا

www.syedahmadyl.com

کیسے فلک بھلائے گا وہ شام کا سفر
بازار میں تھی عترت اطہار ننگے سر
نیزے کی نوک پر تھا امامت کا وہ قمر
سب بیبیوں کی چہرہ اقدس پہ تھی نظر
منزل کٹھن تھی زینبؑ ناشاد کیلئے
یہ سخت امتحان تھا سجادؑ کیلئے

بچوں کا حال کہا کہوں پھٹ جائے گا جگر
سہمے ہوئے تھے خوف سے کٹتا نہ تھا سفر
وہ پوچھتے تھے ماؤں سے کب جاسکیں گے گھر
ملعون ان کے روتے کا لیتے نہ تھے اثر
اونٹوں پہ سے پھسلتے تھے معصوم ہائے ہائے
ماؤں سے کب سنبھلتے تھے معصوم ہائے ہائے

مولا بہائیں ہم نہ یہ آنسو تو کیا کریں
کس طرح فرضِ کرب وبلا ہم ادا کریں
ہوجائے جو ظہور تو مل کر عزاء کریں
ذکر حسینؑ پاک پہ ماتم بپا کریں
مل کر حسینؑ پاک کا سب غم منائیں گے
آپ آئیں گے تو یوم عزا ہم منائیں گے

اے صاحبؑ زماں ہمیں دے دیں وہ حوصلہ
مقصد حسینؑ پاک کا لے کر چلیں سدا
مولا ہمارا کوئی نہیں آپکے سوا
ہے آپکو لٹی ہوئی چادر کا واسطہ
مولا نہ اب تو دیر لگائیں ظہور میں
نظریں جھکائے بیٹھے ہیں ہم سب حضور میں

www.syedahmadyi.com

آجایئے کہ قوم کی حالت خراب ہے
ادنیٰ سپاہی بننا ہمارا بھی خواب ہے
اس دورِ پُر ملال میں جینا عذاب ہے
وہ وقت آگیا ہے کہ آنا شتاب ہے
بیٹھے ہیں گھاؤ سینے پہ تازہ لئے ہوئے
آنکھوں میں حسرتوں کا جنازہ لئے ہوئے

اے صاحب زمانؑ ہو کرم کی ادھر نظر
بخشیں اندھیری رات کو اک ضوفشاں قمر
ہم جی رہے ہیں سوچ کے ہوگی کبھی سحر
ہم جانتے ہیں آپکو دل کی ہے سب خبر
یہ قوم ڈوبنے کو ہے اسکو سنبھال لیں
مولا بھنور میں کشتی ہے آکر نکال لیں

آئیں کے اب کوئی بھی سہارا نہیں رہا
دشمن جہاں ہے کوئی ہمارا نہیں رہا
سارے جہاں میں حق کا نظارا نہیں رہا
جو کچھ بچا تھا سارے کا سارا نہیں رہا
آجایئے کہ اب تو ضرورت شدید ہے
آپ آگئے تو ہم سے غریبوں کی عید ہے

مولا ہمارے دور میں تشریف لایئے
کمزور ناتواں ہیں ذرا ترس کھایئے
بس اب نقاب چہرے سے اپنے اٹھایئے
جلوہ علی کی شان کا ہم کو دکھایئے
عالم میں امتحان محبوں پہ سخت ہے
آجایئے کہ اب یہی آنے کا وقت ہے

www.syedahmadyi.com

دشمن ہمیں یہ طعنے سناتے ہیں بار بار
کب آئے گا وہ جس پہ ہو تم روز شب نثار
دشمن ہیں سب نہیں کوئی عالم میں غم گسار
کیا غیر اب نہیں رہا اپنوں کا اعتبار

دنیا کو ہم پیام محبت سنائیں گے
ہم بھی جئیں گے فخر سے جب آپ آئیں گے

احسان ہوگا ہم پر چلے آئیں آج ہی
دیدار اپنا قوم کو کروائیں آج ہی
عالم کو شان مرتضیٰ دکھلائیں آج ہی
خطبہ علی کے لہجے میں سنوائیں آج ہی

امید کی کرن ہمیں دکھلایئے حضور
کل کا پتا نہیں ہے چلے آیئے حضور

بے رحم آسماں ہے ہوئی تنگ سب زمین
آپ آگئے تو زندگی ہو جائے گی حسین
ارمان دید کا لیے بیٹھے ہیں مومنین
ظالم کے سامنے نہ جھکائیں گے ہم جبین

ہے مقصد حسینؑ پہ باقی یہ کاروان
ہے انتظار آپ کا بدلیں گے یہ جہان

آجایئے کہ ضبط کا یارا نہیں بچا
دشمن سبھی ہیں کوئی ہمارا نہیں بچا
مظلومیت میں کوئی سہارا نہیں بچا
دکھلائے راہ جو وہ ستارہ نہیں بچا

یہ وہ کٹھن سفر ہے جو ہوتا نہیں تمام
ہم پہ مصیبتیں ہیں اب آجایئے امام

www.syedahmaqyi.com

وقت مدد ہے اے مرے سردار المدد
آل نبی کے قافلہ سالار المدد
عاشور کے عیاں ہوئے آثار المدد
باطل سے ہم ہیں بر سر بیکار المدد
کیا انتظار کرتے رہیں گے مزید ہم
اے ابن فاطمہ ہیں طلبگار دید ہم

آجائیں آپکو علی اکبر کا واسطہ
نیزے سے جو چھنی اسی چادر کا واسطہ
نوک سناں پہ تھاں جو اسی سر کا واسطہ
کربل میں لٹ گیا جو اسی گھر کا واسطہ
آب واسطہ ہے آپکو زہراء کی جائی کا
آجائیں وقت آیا ہے مشکل کشائی کا

بندوں پہ ترے وقت مصیبت ہے یا خدا
مظلوم ہیں جہان میں بے یارو بے نوا
ہر سمت ہے درندہ صفت قوم اشقیاء
چاروں طرف سے کفر میں اسلام گھر گیا
بے چین ہیں قلوب نہ باقی قرار ہے
اب بھیج دے اسے جو ترا افتخار ہے

بندے ہیں ترے ہاتھ اٹھائے پئے دعا
تو ہے کریم کردے کرم کی ادھر نگاہ
اب کون ہے مدد جو کرے گا ترے سوا
جو کچھ بھی اپنے پاس ہے سب ہے تری عطا
باطل جہاں میں صدق کی پہچان کیلئے
تو ان کو بھیج عظمت انسان کیلئے

ہم پر کرم ہو بارہویں آقا کو بھیج دے
کر رحم تو رحیم ہے ملجاء کو بھیج دے
ہیں منتظر نشانی زہراء کو بھیج دے
ہم جاں بلب ہیں اب تو مسیحا کو بھیج دے
اللہ تجھ کو واسطہ اپنے جلال کا
دیدار بخش دے ہیں زہراء کا لال کا

یارب ہمارے دین کا ہے اب وقت امتحاں
ہر سمت اہل حق ہوئے مجبور وناتواں
دشمن ہمارے گھر پہ گراتے ہیں بجلیاں
اب منہ چھپائے پھرتے ہیں مومن یہاں وہاں
نااہل حکمراں ہیں مسلط عوام پر
دہشت گردی بھی عام ہے مذہب کے نام پر

حیوان میں بدل گئے انسان ہر طرف
اب قتل ہو رہے ہیں مسلمان ہر طرح
اور دندناتے پھرتے ہیں شیطان ہر طرف
عیش وطرب کا آگیا طوفان ہر طرف
بیڑا حسینیت کا اٹھانے کا وقت ہے
اللہ دین حق کو بچانے کا وقت ہے

اے والی جہاں ہوئے مجبور المدد
خودکش دھماکے بن گئے ناسور المدد
انساں کا قتل بن گیا دستور المدد
دشمن ہیں اس تباہی پہ مسرور المدد
ہیں ہر طرف تباہی کے آثار بھیج دے
اس دو جہاں میں کل کا مددگار بھیج دے

ہر سمت خون بہتا ہے انساں کا الاماں
انسانیت کا اب نہیں باقی رہا نشاں
اب رک رہا ہے آن کے منزل پہ کارواں
کوئی نہیں بچا ہے ترے دیں کا ترجماں
بیمار ہر طرف ہیں مسیحا کا ہو ظہور
کمزور مومین کے داتا کا ہو ظہور

نوحہ

اصغرؑ اصغرؑ اصغرؑ
بین کرتی تھی رو کہ یہ مادر
اصغرؑ اصغرؑ اصغرؑ
ماں تجھے اب کہاں سے لائے گی
کس کو یہ لوریاں سنائے گی
پھر کہاں پائے گی تجھے دلبر
اصغرؑ اصغرؑ اصغرؑ

جھولے میں اب کسے لٹاؤں گی
ننھے کُرتے کسے پہناؤں گی
کیا کروں گی میں مدینے جا کر
اصغرؑ اصغرؑ اصغرؑ

www.syedahmadyi.com

کیسے مَیں تیری قبر پہ آؤں
کس طرح قبر کا نشاں پاؤں
بیٹا سر پہ نہیں رہی چادر
اصغرؑ اصغرؑ اصغرؑ

رات گہری ہے گھپ اندھیرا ہے
آج ان میں ترا بسیرا ہے
سو گئے مجھ سے تم خفا ہو کر
اصغرؑ اصغرؑ اصغرؑ

تیری بہنا کو مارتے ہیں عدو
بالیاں بھی اُتارتے ہیں عدو
یاد کرتی ہے تجھ کو رو رو کر
اصغرؑ اصغرؑ اصغرؑ

تری ماں نے تجھے پکارا ہے
اس کے جینے کا تو سہارا ہے
توڑ دی آس تو نے بھی مر کر
اصغرؑ اصغرؑ اصغرؑ

دکھ زمانے کے مَیں اٹھاؤں گی
شام میں قید ہو کے جاؤں گی
تو بھی جائے گا نوک نیزہ پر
اصغرؑ اصغرؑ اصغرؑ

تیرا جھولا بھی جل گیا بیٹا
سب زمانہ بدل گیا بیٹا
مارتے ہیں عدو ہمیں پتھر

www.syedahnaqvi.com